Siraj-ul-Haq Siddiqi

ہفت روزہ

# خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۳۰ اکتوبر ۱۹۵۹ء

ہدیہ چار آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

# نعت

محمد عظمت اللہ علوی بہاولپور

حضرتؐ! کبھی ہو جائے عنائت کی نظر بھی
آ جائے مرے نخلِ تمنّا میں ثمر بھی

دیکھوں کبھی آنکھوں سے شبِ غم کی سحر بھی
فرقت میں ہوں مضطر، نگہِ لطف ادھر بھی

میرے دلِ ویراں میں تصوّر ہے تمہارا
آباد نظر آتا ہے اُجڑا ہوا گھر بھی!

تم شافعِ محشر ہو مددگار ہو میرے!
دل تم پہ تصدق ہے تو قربان جگر بھی

زُلف و رُخِ حضرتؐ ہی کے صدقہ سے ہے ظاہر
یہ شب کی سیاہی بھی تجلّیِ سحر بھی!

یہ کہہ کے گنہگار کو دی تم نے تسلّی،
اُمید بھی رکھ عفو کی اللہ سے ڈر بھی

سرشارِ مئے حُبِّ محمدؐ سے ہوں عظمت
اِس واسطے رکھتے ہیں مرے شعر اثر بھی

# مسلمان ہونا

نارِ نمرود سے لڑنا ہے مسلماں ہونا
مرگ سے کھیلنا ہے تابعِ فرماں ہونا

اس کٹھالی میں نہیں مرضیٔ من کا سودا
اس کے پردے میں ہے یزداں کا مہماں ہونا

اس میں گنجائشِ لفّاظی و ترتیب نہیں
اس میں اسلام کا لازم ہے چراغاں ہونا

سخت مشکل ہے یہ وہ کربِ بلا پہ چل کر
شاہِ بطحا کے لئے سوختہ ساماں ہونا

لطف یہ ہے کہ لُٹے اور نہ منہ سے بولے
اس کو کہتے ہیں صحیح دیں کا نگہباں ہونا

تیغِ ابلیس سے لے تیغ ہر اک سانس لڑے
دیں ہے اشرار سے یوں دست و گریباں ہونا

ذہن و دِل شمعِ رسالت پہ جلے صبح و مسا
اس کو کہتے ہیں صحیح درد کا درماں ہونا

لیکن اس دور میں اسلام کے پروانوں نے
سب سے سمجھا ہے جو آساں تو مسلماں ہونا

جن پہ ہر سنتِ ابرار گراں بار ہوئی،
کیا وہ جانیں بھلا کیا ہوتا ہے قرباں ہونا

علمِ دیں دین کی ہے تیغ بلا شک و شبہ
فرضِ اوّل ہے مگر غازیٔ میداں ہونا

نفسِ امّارہ سے ہے جنگ کا اعلان خلیلؔ
کوئی آسان نہیں حاملِ قرآں ہونا

(محمد خلیل الرحمٰن خلیلؔ لاہور)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۵۹ء | شمارہ ۲۵

# صفائی کی ضرورت

مارشل لاء کے حکام کی ہدایات کے تحت ایڈمنسٹریٹر لاہور کارپوریشن نے احکام جاری کئے ہیں کہ لاہور کارپوریشن کے علاقہ میں کسی مکان یا عمارت کا کوئی مکین مکان یا عمارت سے باہر یا گلی میں گندگی یا کوڑا کرکٹ وغیرہ نہ پھینکے۔ کوڑا کرکٹ وغیرہ کوڑے کے ڈرموں یا کوڑا خانوں میں جمع کیا جائے۔ ان ہدایات پر عمل نہ کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی

صفائی کے لحاظ سے لاہور کے گلی کوچوں اور سڑکوں کی جو حالت ہے۔ وہ اہالیان لاہور سے پوشیدہ نہیں ہے۔ آئے دن اس کے متعلق اخبار و رسائل میں مراسلات اور اداریئے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ صفائی کی حالت بہتر بنانے کے لئے کارپوریشن صفائی کے ہفتے مناتی ہے۔ ہدایات و احکام جاری کئے جاتے ہیں۔ اس ساری جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ صفائی کی حالت عارضی طور پر تو بہتر ہو جاتی ہے۔ لیکن صفائی میں مستقلاً کوئی نمایاں فرق نہیں پڑتا۔ چند روز کے بعد وہی پرانی حالت عود کر آتی ہے

ہماری رائے میں لاہور کی گندی اور غلیظ حالت کی ذمہ داری عوام اور لاہور کارپوریشن دونوں پر عائد ہوتی ہے۔ عوام اور خصوصاً مستورات بیباکی سے گلی کوچوں میں کوڑا کرکٹ پھینک دیتے ہیں۔ اگر کوئی ہمسایہ یا محلہ دار ان کو سمجھانے کی کوشش کر بیٹھے تو اس کو اپنی عزت بچانی مشکل ہو جاتی ہے

لاہور شہر کا اندرونی حصہ تو پہلے بھی بہت گندہ تھا۔ وہاں کے گلی کوچوں سے جسم اور کپڑوں کو غلاظت سے بچا کر گذر جانا مشکل تھا۔ لیکن تقسیم ملک کے بعد تو سوائے معدودے چند آبادیوں کے سارا شہر گندہ ہو گیا ہے۔

لاہور کارپوریشن بھی صفائی کی طرف پوری توجہ نہیں دیتی۔ افسر دفتر میں کرسی پر بیٹھ کر احکام جاری کرکے سمجھ لیتے ہیں کہ بس شہر کی صفائی کا انتظام بہتر ہو گیا۔ صفائی کا سارا عملہ اس حد تک بگڑا ہوا ہے کہ ان کی اصلاح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی نہ بھنگی صفائی کا کام ٹھیک طور پر کرتے ہیں اور نہ ان پر نگران عملہ ان سے کام لینا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔ جب افسران بالا کسی علاقہ کا دورہ کرتے ہیں تو بھنگی اور نگران عملہ دونوں مستعد نظر آتے ہیں اور افسر یہ تاثر لے کر لوٹتے ہیں کہ کام ٹھیک طرح ہو رہا ہے اور صفائی کے متعلق اہالیان لاہور جو شکایات کرتے ہیں۔ وہ سب غلط ہیں۔ گلی کوچوں میں جھاڑو دینے اور نالیاں صاف کرنے کا کام جس عملہ کے سپرد ہے وہ مہینہ میں دس پندرہ روز بمشکل کام کرتا ہے۔ گٹروں میں کام کرنے والا عملہ نالیوں میں غلاظت بہا دینے کا خوگر ہو چکا ہے۔ ان کی اصلاح کی طرف آج تک کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ کارپوریشن نے آبادی کے اندر مختلف مقامات پر غلاظت کے اڈے بنا کر عوام کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا ہے کہ کارپوریشن خود صفائی کا خاطر خواہ انتظام نہیں کرنا چاہتی۔

ان حالات میں لاہور کارپوریشن کے ایڈمنسٹریٹر نے جو احکام جاری کئے ہیں۔ ان کی ضرورت اور اہمیت کے متعلق دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ لیکن یہ احکام تو عوام کے لئے ہیں۔ ان کی پابندی کرانے کے لئے ضروری ہے کہ کارپوریشن کے عملہ اور پولیس کے نام بھی مناسب احکام جاری کئے جائیں۔ عوام کے نام جو احکام جاری کئے گئے ہیں ان کی تشہیر بھی ضروری ہے۔ یہ احکام پوسٹروں کی شکل میں چھپوا کر گلی کوچوں میں چسپاں کئے جائیں تاکہ عوام ان سے پوری طرح واقف ہو کر اپنے آپ کو ان کی پابندی کے لئے تیار کر سکیں۔ اسکے بعد جو بھی ان احکام کی خلاف ورزی کرے۔ اس کے خلاف بے شک سخت کارروائی کی جائے۔

کارپوریشن کو بھی چاہیئے کہ وہ غلاظت کے اڈوں کو آبادی اور شاہراہوں سے ہٹا کر شہر سے دُور لے جائے۔ ان اڈوں میں سے بعض تو ایسے مقامات پر واقع ہیں۔ جہاں سے بے شمار انسانوں کا روزانہ گذر ہوتا ہے۔ مثلاً شیرانوالہ دروازہ سے باہر جو غلاظت کا اڈہ ہے اس کے پاس ہی ایک ہائی سکول۔ ایک پرائمری سکول اور ایک جامع مسجد ہے ان کے علاوہ بے شمار کارخانے اور فیکٹریاں ہیں۔ جن میں ہزاروں انسان کام کرتے ہیں۔ اس اڈہ کے پاس سے ملکی اور غیر ملکی زائرین کو شاہی مسجد قلعہ اور شاہدرہ کی زیارت اور سیر کے لئے گذرنا پڑتا ہے۔ پہلے اس اڈہ کے گرد چار دیواری تھی اور اس میں پھاٹک لگا ہوا تھا۔ لیکن حال ہی میں کارپوریشن نے سابقہ اڈہ کو بند کرکے اس کے پاس ہی ایک نیا اڈہ بنا لیا ہے۔ جو چاروں طرف سے کھلا ہوا ہے۔

کارپوریشن کے صفائی کے عملہ کے خلاف بھی سخت کارروائی کرنے کی ضرورت ہے اس عملہ کی کوتاہی اور غفلت بھی لاہور کی گندگی کا ایک بہت بڑا سبب ہے اگر یہ عملہ درست ہو جائے تو صفائی کے متعلق اکثر شکایات کا فوری ازالہ ہو جائے گا۔

---

## اپنے خریداروں سے!

ہم نے پہلے بھی کئی بار عرض کیا ہے اب دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ جب کسی خریدار کا چندہ ختم ہونے والا ہو تو ہم ایک دو تین ہفتہ پہلے سرخ نشان کے ذریعہ ان کو اس سے آگاہ کرتے ہیں۔ سرخ نشان ملاحظہ کرنے کے بعد ان کا فرض ہے کہ اگر کسی وجہ سے وہ مزید خریداری قبول کرنے سے معذور ہیں۔ تو دفتر کو پرچہ بند کر دینے کی اطلاع دینا ان کا اخلاقی فرض ہے۔ اگر وہ یہ نہیں کر سکتے تو کم از کم ایک سرخ نشان والا پرچہ ہی انکار کرکے واپس کر دیں

باقی صفحہ ۱۸

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ نَوْمِہٖ فَلَا یَغْمِسْ یَدَہٗ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی یَغْسِلَھَا ثَلٰثًا فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُہٗ (متفق علیہ)

ترجمہ :- ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی شخص سو کر اُٹھے۔ تو برتن میں ہاتھ نہ ڈالے جب تک تین بار ہاتھ نہ دھو ڈالے۔ کیونکہ اُسے معلوم نہیں، کہ رات اس کا ہاتھ کہاں رہا۔

تشریح :- پانی کے کھلے برتن میں دھوئے بغیر ہاتھ نہ ڈالے ممکن ہے کہ اس کا ہاتھ رات کو بدن کے کسی ناپاک حصہ پر پھرتا رہا ہو۔

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَ یَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰی خَمْسَۃِ اَمْدَادٍ (متفق علیہ)

ترجمہ :- انسؓ سے روایت ہے اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مُد پانی سے وضو کرتے اور ایک صاع یا پانچ مُد غسل میں صرف کرتے۔

تشریح :- مُد دو رطل کا ہوتا ہے اور صاع آٹھ رطل کا۔ ضرورت کے سوا پانی ضائع کرنے کی شریعت میں ممانعت ہے۔ آٹھ رطل یعنی چار سیر سے بآسانی غسل ہو سکتا ہے۔ مثلاً استنجا کرکے اس کے بعد وضو کرلے۔ اس کے بعد تھوڑا سا پانی لے کر سارے بدن پر مل دے تاکہ بدن تر ہو جاوے پھر سارے بدن پر تین دفعہ پانی بہادے۔

عَنْ شُرَیْحِ بْنِ ھَانِیٍٔ قَالَ سَأَلْتُ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَلَیَالِیَھُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَیَوْمًا وَّلَیْلَۃً لِلْمُقِیْمِ۔ متفق علیہ

ترجمہ :- شریح بن ہانی کہتے ہیں میں نے علیؓ ابن ابی طالب سے موزوں کے مسح کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن اور تین راتیں مسافر کے لئے، اور مقیم کے لیے ایک دن رات مقرر فرمایا ہے۔

تشریح :- چمڑے کے موزے علاوہ اس کے ساری جرابوں پر چمڑہ چڑھا لیا جائے۔ یا فقط جراب پر جوتی کی شکل پر چمڑہ چڑھا جائے۔ ان سب کا ایک ہی حکم ہے۔ علاوہ ان کے فل بوٹ اور لانگ بوٹ کا بھی یہی حکم ہے، بشرطیکہ ان کا تلہ پاک رکھا جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیَغْتَسِلْ (متفق علیہ)

ترجمہ :- ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ پر آئے تو نہا کر آئے۔

تشریح :- غسل جمعہ کے متعلق علماء کے دو قول ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ واجب ہے چنانچہ بعض صحابہ کرامؓ اور حسن بصریؒ سے یہ منقول ہے اکثر علماء کرام سلف اور خلف اُسے سنت مستحبہ قرار دیتے ہیں جہاں کہیں حدیثوں میں امر کا صیغہ مستعمل ہوا ہے اُسے استحباب پر حمل کرتے ہیں ایک حدیث حسن میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن وضو کیا۔ تو اچھا کیا۔ اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ (مسلم)

ترجمہ :- جابرؓ سے روایت ہے اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بندے کو کفر سے ملا دینے والی چیز ترک نماز ہی ہے۔

تشریح :- ہر قوم کی اپنی اپنی خاص علامت ہوتی ہے۔ جس سے وہ پہچانی جاتی ہے۔ جسے شعار کہا جاتا ہے اسلام کا شعار نماز ہے۔ شعار کے گم ہونے کے بعد کوئی امتیازی نشان پھر باقی نہیں رہتا یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں منافقوں کو بھی نماز پڑھنی پڑتی تھی تاکہ اس کے ترک سے ان پر کفر کا حکم نہ لگایا جاوے۔ تارک نماز گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے جس کی سزا بلا توبہ مرجائے تو دوزخ ہے۔ ہاں یہ نہیں کہا جائے گا کہ تارک نماز خارج از اسلام ہو گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَّذِیْ یَفُوْتُہٗ صَلٰوۃُ الْعَصْرِ فَکَاَنَّمَا وُتِرَ اَھْلَہٗ وَمَالَہٗ۔

ترجمہ :- ابن عمرؓ سے روایت ہے اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے عصر کی نماز فوت ہو جائے گویا کہ اس کا اہل اور مال چھین لئے گئے۔ (متفق علیہ)

تشریح :- جس کا اہل و عیال اور مال چھن جائے وہ برباد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جس کی عصر کی نماز قضا ہو گئی، آخرت کے لحاظ سے وہ برباد ہو گیا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ صَلٰوۃٌ اَثْقَلُ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِیْھِمَا لَاَتَوْھُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔ (متفق علیہ)

ترجمہ :- ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ کوئی نماز گراں نہیں ہے۔ اگر ان دونوں نمازوں کے ثواب کا انہیں علم ہو، تو گھٹنوں کے بل چل کر بھی آئیں۔

تشریح :- منافق چونکہ ریاکاری کی نماز پڑھتے تھے۔ طبیعت میں محبت الٰہی یا خوف خدا تو تھا نہیں اور یہ دونوں غفلت کے وقت ہیں۔ عشاء کے وقت بھی کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر طبیعت یہی چاہتی ہے کہ سو جائیں اور صبح کی نماز کا وقت بھی میٹھی نیند کا وقت ہے۔ اس لئے منافق اکثر ان وقتوں میں حاضر نہیں ہوتے تھے۔ مخلص مسلمانوں کو منافقین کے تشبہ سے بچنا چاہیے۔

---

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۳ر اکتوبر ۱۹۵۹ء

محررہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد

# کئی انسان حُسن پرستی کے جذبہ کے ماتحت ہلاکت کے گڑھے میں جا گرتے ہیں

## یہ بالکل ٹھیک ہے

کہ خالق الخلق عزّ اسمہٗ وجلّ مجدہٗ نے انسان کے اندر ہر خوبصورت چیز سے محبت اور ہر بدصورت سے نفرت کا جذبہ رکھا ہوا ہے۔ اسی کا نام میں نے حسن پرستی رکھا ہے۔

## حتّٰی کہ

گھٹنوں کے بل چلنے والے بچے میں بھی آپ دیکھیں گے کہ اس سے ذرا دور دو چیزیں رکھی ہوئی ہوں۔ ایک ان میں سے بدشکل ہو۔ مثلاً بالکل سیاہ اور علاوہ اس کے اس پر مٹی کے گردے کی تہ چڑھی ہوئی ہو اور اسکے بالمقابل ایک سبز یا سنہری پالش شدہ چمکدار کھلونا پڑا ہوا ہو۔ وہ بچہ یقیناً اس چمکیلے کھلونے کی طرف جائے گا۔ اور اسے اٹھا کر لائے گا۔ یہی ہے میری دلیل اس چیز کی کہ انسان کی فطرت کے اندر حسن پرستی کا جذبہ رکھا ہوا ہے۔ البتہ وہ بچہ حسن پرست ہونے کے باوجود

## اپنے متعلق مفید اور مضر

کی تمیز نہیں کر سکتا۔ مثلاً ایک مختلف رنگوں کا خوبصورت سانپ اس کے سامنے سے آہستہ آہستہ گذر کر جا رہا ہے۔ وہ گھٹنوں کے بل چلنے والا اپنے حسن پرستی کے جذبہ کے ماتحت اسے بھی پکڑنے کی کوشش کرے گا۔ اور اسے یہ علم نہیں ہے کہ اگر میں نے اس خوبصورت چیز کو ہاتھ لگایا تو یہ سانپ ہے۔ مجھے ڈسیگا اور میری موت کا باعث بن جائے گا۔

## اس لئے

اس بچے کی خوش قسمتی یہ ہوگی کہ جب یہ اس سانپ کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ وہاں کوئی سمجھدار انسان بیٹھا ہوا ہو جو اس کے ہاتھ کو پکڑ کر ہٹا دے اور اس سانپ کو پکڑنے نہ دے اور اسکی زندگی بچ جائے

## بعینہٖ

یہی حال انسان کا ہے کہ یہ اپنے حسن پرستی کے جذبہ کے ماتحت بعض کام کرنا چاہتا ہے۔ اگر بحیثیت مسلمان ہونے کے اس نے اپنی باگ ڈور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں رکھی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے کاموں سے روک دے گا جو انکے ظاہری حسن کے باعث انسان کو بھلے اور مفید نظر آتے ہیں۔ مگر نتیجہ کے لحاظ سے اس کے مستقبل کی ہلاکت بلکہ ابدالآباد تک کی ہلاکت کا موجب بن جائیں۔ یعنی اگر دنیا کی زندگی میں اس نے وہ خوبصورت اور خوشنما کام کئے تو ابدالآباد دوزخ میں جانے کا مستحق ہو جائے گا۔

## دُعا

اے اللہ ہم سب مسلمانوں کو اس نقطہ کے سمجھنے اور تیری راہنمائی کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی حُسن پرستی کے جذبہ کے ماتحت کوئی کام کر بیٹھیں اور وہ ہمارے دوزخ میں پہنچ جانیکا باعث بن جائے۔

## مثلاً

یہ واقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طبعی طور پر مرد کے دل میں عورت کی طرف انس اور رغبت کا جذبہ پیدا کیا ہوا ہے۔ اور عورت کے دل میں مرد کی طرف انس اور رغبت کا جذبہ پیدا کیا ہوا ہے۔ مرد کو خوبصورت عورت کا چہرہ دیکھتے ہی لطف آتا ہے اور عورت کو خوبصورت مرد کا چہرہ دیکھنے سے طبیعت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ انسان کی فطرت کو جانتا ہے کہ اگر دونوں کو دید بازی کی کثرت سے نہ روکا گیا تو کوئی بعید نہیں کہ مرد اور عورت کے انتہائی تعلقات تک یہ دید بازی نوبت پہنچا دے۔ اس لئے جس طرح عقلمند آدمی بچے کو سانپ کو ہاتھ ڈالنے سے روکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کو اس خوش آنے والی دیدہ بازی سے روکا ہے تاکہ یہ دونوں انتہا تک پہنچ کر اپنے کو دوزخ میں نہ پہنچاویں۔ جیسا کہ یہ واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دوزخ کی سیر کی ہے تو اس میں دیکھا ہے کہ ایک جگہ تنور کی طرح نیچے سے کشادہ اور اوپر سے تنگ ہے۔ اس جگہ ننگے مرد اور ننگی عورتیں جل رہی ہیں آپؐ نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ یہ زانی ہیں۔

## علیٰ ہٰذا القیاس

اللہ جل شانہٗ نے اپنے فرمانبردار بندوں کو قرآن شریف میں بہت سی ایسی چیزوں سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ جو بظاہر تو خوشنما معلوم ہوتی ہیں۔ مگر بالآخر انسان کے حق میں مہلک ہیں۔ ایسی چیزوں کے چند حوالہ جات قرآن مجید سے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے مسلمان بھائی بہنوں کو بظاہر خوشنما اور حقیقت میں دوزخ کے گڑھے میں پہنچانے والی چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین اور وہ خوشنما اور مہلک چیزیں قرآن مجید ہی کے متعدد مقامات سے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ ہر کلمہ گو مسلمان ان سے عبرت حاصل کرے۔

## پہلا مقام

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللّٰهِ ۖ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۵

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ سورۃ الانعام ع ۱۶ - پ ۸ -

ترجمہ - اور اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشیوں میں سے ایک حصہ اس کے لئے مقرر کرتے ہیں اور اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا حصہ ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے - سو جو حصہ ان کے شریکوں کا ہے - وہ اللہ کی طرف نہیں جا سکتا اور جو اللہ کا ہے وہ انکے شریکوں کی طرف جا سکتا ہے - کیسا برا فیصلہ کرتے ہیں اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کے خیال میں ان کے شریکوں نے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو خوشنما بنا دیا ہے "تاکہ انہیں ہلاکت میں مبتلا کر دیں اور ان پر ان کے دین کو مشتبہ بنا دیں - اگر اللہ چاہتا تو یہ ایسا نہ کرتے سو انہیں چھوڑ دو اور جو وہ افترا کرتے ہیں

## شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح ان آیات پر تحریر فرماتے ہیں "حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ" کافر اپنی کھیتی میں سے اور مواشی کے بچوں میں سے اللہ کی نیاز نکالتے اور بتوں کی بھی نیاز نکالتے - پھر بعضا جانور اللہ کے نام کا بہتر دیکھا - تو بتوں کی طرف بدل دیا - مگر بتوں کی طرف کا اللہ کی طرف نہ کرتے - اس سے زیادہ ڈرتے" اسی طرح غلہ وغیرہ میں سے اگر بتوں کے نام کا اتفاقاً اللہ کے حصہ میں مل گیا تو پھر جلد کرکے بتوں کی طرف لوٹا دیتے اور اللہ کے نام کا بتوں کے حصہ میں جا پڑا تو اسے نہ لوٹاتے - بہانہ یہ کرتے تھے کہ اللہ تو غنی ہے - اس کا کم ہو جائے تو کیا پرواہ ہے - بخلاف بتوں کے کہ وہ ایسے نہیں - تماشہ یہ ہے کہ یہ کہہ کر بھی شرماتے نہ تھے کہ جو ایسے محتاج ہوں **ان کو معبود و مستعان ٹھیرانا کہاں کی** عقلمندی ہے - بہر حال ان آیات میں ساء مایحکمون سے مشرکین کی اس تقسیم کا رد کیا گیا ہے - یعنی خدا کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مواشی وغیرہ میں سے اول تو اس کے مقابل غیر اللہ کا حصہ لگانا - پھر بری اور ناقص چیز خدا کی طرف رکھنا کس قدر ظلم اور بے انصافی ہے -

## بظاہر آراستہ اور حقیقت میں مہلک تھیں

اوپر والی آیات کا جو ترجمہ آپ نے پڑھا ہے - اس سے صاف ظاہر ہے - کہ کافروں کی نظر میں دو چیزیں شیطان نے آراستہ کرکے دکھائی ہوئی تھیں - پہلی اللہ تعالےٰ کے پیدا کردہ رزق میں سے ایک حصہ خود ساختہ معبودوں کے لیئے نکالنا اور پھر اگر معبودوں کے حصہ میں سے کوئی چیز اللہ تعالےٰ والے حصے میں مل جائے تو فوراً علیحدہ کر دینا اور اگر اللہ تعالےٰ کے حصہ میں سے کوئی چیز معبودوں کے حصہ میں مل جائے - تو پرواہ نہ کرنا - اس سے معلوم ہوا - کہ نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر معبودوں سے ڈرنا چاہیئے کہ کہیں ناراض ہو کر کوئی نقصان نہ پہنچا دیں اور دوسری چیز جو شیطان نے ان کی نظر میں آراستہ کرکے دکھائی ہوئی تھی - وہ لڑکیوں کا قتل کرنا ہے -

## حالانکہ

یہ دونوں چیزیں جو کفار کی نظر میں آراستہ اور خوشنما تھیں - نتیجہ کے لحاظ سے ان کے حق میں مہلک تھیں - لہذا اگر فقط انسان کی پسندیدگی اور اس کی نظر میں آراستہ چیزوں کی آراستگی کے لحاظ سے اسے دنیا میں مطلق العنان (جسے اردو میں شتر بے مہار کہتے ہیں) چھوڑ دیا جائے - تو بہت کم آدمی جہنم رسید ہونے سے بچیں گے - ورنہ اکثر دوزخ کا ایندھن بنیں گے - وما علینا الا البلاغ

## دوسرا مقام

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْۤ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ ط وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

سورۃ الانفال ع ۶ - پ ۱۰ - ترجمہ - اے ایمان والو - جب کسی فوج سے ملو - تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ بزدل ہو جاؤگے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو - بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لیئے گھروں سے نکل آئے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور جو کچھ یہ کرتے ہیں - اللہ اس پر احاطہ کرنے والا ہے - اور جس وقت شیطان نے ان کے اعمال کو انکی نظروں میں خوشنما کر دیا اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا حمائتی ہوں - پھر جب دونوں فوجیں سامنے ہوئیں تو وہ اپنی ایڑیوں پر الٹا پھرا - اور کہا میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں - میں ایسی چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے - میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب کرنیوالا ہے -

## حاشیہ شیخ الاسلام

ابو جہل لشکر لے کر بڑی دھوم دھام اور باجے گاجے کے ساتھ نکلا تھا - تاکہ مسلمان مرعوب ہو جائیں اور دوسرے قبائل عرب پر مشرکین کی دھاک بیٹھ جائے - راستہ میں اس کو ابوسفیان کا پیام پہنچا کہ قافلہ سخت خطرے سے بچ نکلا ہے - اب تم مکہ کو لوٹ جاؤ - ابو جہل نے نہایت غرور سے کہا کہ ہم اس وقت واپس جا سکتے ہیں - جبکہ بدر کے چشمہ پر پہنچ کر مجلس طرب و نشاط منعقد کرلیں گے - گانے والی عورتیں کامیابی اور خوشی کے گیت گائیں - شرابیں پیئیں - مزے اڑائیں - اور تین روز تک اونٹ ذبح کرکے قبائل عرب کی ضیافت کا انتظام کریں - تاکہ یہ دن عرب میں ہمیشہ کے لئے ہماری یادگار رہے اور آئندہ کے لئے ان مٹھی بھر مسلمانوں کے حوصلے پست ہو جائیں کہ پھر کبھی ہمارے مقابلے کی جرأت نہ کریں - اسے کیا خبر تھی کہ جو منصوبے باندھ رہے ہیں اور تجویزیں سوچ رہے

ہیں۔ وہ سب خدا کے قابو میں ہیں۔ چلنے دے یا نہ چلنے دے۔ بلکہ چاہے تو انہی پر اُلٹ دے۔ چنانچہ یہ ہی ہوا بدر کے پانی اور جام شراب کی جگہ انہیں موت کا پیالہ پینا پڑا۔ محفل سرود ونشاط تو منعقد نہ کر سکے۔ ہاں نوحہ و ماتم کی صفیں بدر سے مکّہ تک بچھ گئیں جو مال تفاخر و نمائش میں خرچ کرنا چاہتے تھے۔ وہ مسلمانوں کے لئے لقمۂ غنیمت بنا۔ ایمان و توحید کے دائمی غلبہ کا بنیادی پتھر بدر کے میدان میں نصب ہو گیا۔ گویا ایک طرح ایک چھوٹے سے قطع زمین میں خدا تعالےٰ نے روئے زمین کی ملل و اقوام کی قسمتوں کا فیصلہ فرما دیا۔ بہرحال اس آیت میں مسلمانوں کو آگاہ فرمایا ہے کہ جہاد محض ہنگامۂ کشت و خون کا نام نہیں۔ بلکہ عظیم الشان عبادت ہے عبادت پر اتراوے یا دکھانے کو کرے تو قبول نہیں۔ لہذا تم فخر و غرور اور نمود و نمائش میں کفار کی چال مت چلو۔ "حاشیہ نمبر دوم" قریش اپنی قوت و جمیعت پر مغرور تھے۔ لیکن بنی کنانہ سے ان کی چھیڑ چھاڑ رہتی تھی۔ خطرہ یہ ہوا کہ کہیں بنی کنانہ کامیابی کے راستہ میں آڑے نہ آ جائیں۔ فوراً شیطان ان کی پیٹھ ٹھونکنے اور ہمت بڑھانے کے لئے کنانہ کے سردار اعظم سراقہ بن مالک کی صورت میں اپنی ذریت کی فوج لے کر نمودار ہوا اور ابو جہل وغیرہ کو اطمینان دلایا کہ ہم سب تمہاری مدد و حمایت پر ہیں کنانہ کی طرف سے بے فکر رہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب بدر میں زور کا رن پڑا اور شیطان کو جبرئیلؑ وغیرہ فرشتے نظر آئے تو ابوجہل کے ہاتھ میں سے ہاتھ چھڑا کر اُلٹے پاؤں بھاگا۔۔ ابوجہل نے کہا۔ سراقہ۔ عین وقت پر دغا دے کر کہاں جاتے ہو۔ کہنے لگا۔ میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ مجھے وہ چیزیں دکھائی دے رہی ہیں جو تم کو نظر نہیں آتیں (یعنی فرشتے) خدا کے (یعنی اس خدائی فوج کے) ڈر سے میرا دل بیٹھا جاتا ہے۔ اب ٹھہرنے کی ہمت نہیں۔ کہیں کسی سخت عذاب اور آفت میں نہ پکڑا جاؤں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ملعون نے جھوٹ بولا۔ اس کے دل میں خدا کا ڈر نہ تھا۔ ہاں وہ جانتا تھا کہ اب قریش کا لشکر ہلاکت میں گھر چکا ہے۔ کوئی قوت بچا نہیں سکتی۔

یہ اس کی قدیم عادت ہے۔ کہ اپنے متبعین کو دھوکہ دے کر ہلاکت میں پھنسا کر عین وقت پر کھسک جایا کرتا ہے اسی کے موافق یہاں بھی کیا۔

## تیسرا مقام

(تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝) سورۃ النحل ع ۸۔ پ ۱۴ ترجمہ۔ اللہ کی قسم ہے۔ ہم نے تجھ سے پہلے بھی قوموں میں رسول بھیجے تھے۔ پھر شیطان نے لوگوں کو انکی بد اعمالیاں اچھی کر دکھائیں۔ سو آج بھی ان کا وہی دوست ہے۔ اور ان کے لیئے دردناک عذاب ہے۔

## حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے تو حضور انورؐ سے پہلے بھی ہمیشہ دنیا میں بسنے والی قوموں کی طرف انبیاء علیہم السلام بھجوائے۔ مگر شیطان نے ان کی بد اعمالیاں ان کو آراستہ دکھلائیں۔ اس لئے بجز معدودے چند افراد کے اکثریت نے اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔

## بالآخر

ان قوموں کی اکثریت نے شیطان کی آراستہ کرکے دکھائی ہوئی چیزوں کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے رکھا۔ بالآخر اکثریت کی احکام الٰہی سے بغاوت کے باعث اللہ تعالےٰ کا غضب جوش میں آیا اور مختلفوں عذابوں سے ہلاک کر دی گئیں۔ کوئی قوم بے پناہ بارش سے ہلاک کی گئی۔ جیسے نوح علیہ السلام کی قوم کوئی تیز و تند آندھی سے جیسے قوم عاد اور کوئی زلزلے سے جیسے قوم ثمود جن کے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام تھے۔ کسی پر پتھروں کا مینہ برسایا گیا۔ جیسے قوم لوط علیہ السلام۔ کسی کو سمندر میں غرق کیا گیا۔ جیسے مصر کی قبطی قوم اور ان کا بادشاہ فرعون۔

## عبرت

کا مقام ہے کہ آج بھی کافر تو بجائے خود رہے۔ مسلمان قوم کی اکثریت کو شیطان نے پہلی قوموں کی طرح قرآن مجید کی تعلیم کو نظر انداز کر کے بے شمار ایسی چیزیں ان کے ذہن میں ڈال رکھی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کی رضا سے کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً کسی کے دل میں شوق ہے۔ کہ سب سے بڑا دولتمند بن جاؤں۔ کوئی زیادہ سے زیادہ جائداد کا مالک ہوا چاہتا ہے۔ اور پہلی قوموں کی طرح ان لوگوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ پیغام حق ان کو سناتے ہیں مثلاً کئی ناعاقبت اندیش آپ ایسے دیکھیں گے کہ اپنی مجلسوں میں علماء دین کی توہین کرکے بڑے خوش ہوتے ہیں

## چوتھا مقام

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۝ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۝ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝

سورۃ النمل۔ ع ۲۔ پ ۱۹)۔ ترجمہ۔ اور (حضرت سلیمان علیہ السلام نے) پرندوں کی حاضری لی تو کہا۔ کیا بات ہے۔ جو میں ہدہد کو نہیں دیکھتا۔ کیا وہ غیر حاضر ہے۔ میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر دونگا۔ یا وہ میرے پاس کوئی صاف دلیل بیان کرے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ہدہد حاضر ہوا اور کہا کہ میں حضور کے پاس وہ خبر لایا ہوں۔ جو حضور کو معلوم نہیں اور (قوم) سبا سے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں میں نے ایک عورت کو پایا جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اسے ہر چیز دی گئی ہے (یعنی ہر وہ چیز جو اسکی ذاتی ضروریات سے تعلق رکھتی ہو۔ یا اسے نظام سلطنت کے چلانے کے لئے جس جس چیز کی ضرورت پیش آ سکتی ہے) اور اس کا ایک بڑا تخت ہے۔ میں نے پایا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو انہیں آراستہ کر

دکھایا ہے اور انہیں راستہ سے روک دیا ہے۔ سو وہ راہ پر نہیں چلتے۔

## حاشیہ شیخ الاسلامؒ

مذکورۃ الصدر پیش کردہ آیات پر حضرت شیخ الاسلامؒ کے تحریر کردہ حواشی ملاحظہ ہوں "کسی ضرورت سے سلیمانؑ نے اڑنے والی فوج کا جائزہ لیا۔ ہُدہُد ان میں نظر نہ پڑا۔ فرمایا کیا بات ہے۔ ہدہد کو میں نہیں دیکھتا۔ آیا پرندوں کے جھنڈ میں مجھے نظر نہیں آیا یا حقیقت میں غیر حاضر ہے (تنبیہ) پرندوں سے حضرت سلیمانؑ مختلف کام لیتے تھے۔ مثلاً ہوائی سفر میں ان کا پرے باندھ کر اوپر سایہ کرتے ہوئے جانا یا ضرورت کے وقت پانی وغیرہ کا کھوج لگانا یا نامہ بری کرنا وغیرہ۔ ممکن ہے اس وقت ہدہد کی کوئی خاص ضرورت پیش آئی ہو۔ مشہور ہے کہ جس جگہ زمین کے نیچے پانی قریب ہو ہُدہُد کو محسوس ہو جاتا ہے اور کچھ مستبعد نہیں کہ حق تعالیٰ کسی جانور کو کوئی خاص حاسہ انسانوں اور دوسرے جانوروں سے تیز عنایت فرما دے۔ اسی ہُدہُد کی نسبت نہایت معتبر ثقات نے بیان کیا کہ زمین میں جس جگہ مٹی کے نیچے کینچوا ہو اسے محسوس کرکے فوراً نکال لیتا ہے۔ حتیٰ کہ کبھی کبھی ایک دو بالشت زمین کھودتا ہے تب وہاں سے کینچوا نکلتا ہے (عذاب شدید کیا) مثلاً اس کے بال و پر نوچ ڈالوں گا۔ (یا) اپنی غیر حاضری کا واضح عذر پیش کرے (اس سے پہلے) حضرت سلیمانؑ کو اس ملک کا حال مفصل نہ پہنچا تھا۔ اب پہنچا۔ سبا ایک قوم کا نام ہے۔ ان کا وطن عرب میں تھا۔ یمن کی طرف (موضح القرآن) گویا ہدہد کے ذریعہ سے حق تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ بڑے سے بڑے انسان کا علم بھی محیط نہیں ہو سکتا۔ دیکھو جن کی بابت خود فرمایا تھا "وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا" ان کو ایک جزئی کی اطلاع ہُدہُد نے کی (ہر ایک چیز کے دیئے جانے سے مراد) مال۔ اسباب۔ فوج۔ اسلحہ اور حسن و جمال سب آ گیا۔ اس ملکہ کے بیٹھنے کا تخت ایسا مکلف اور مرصع اور بیش قیمت تھا کہ اس وقت کسی بادشاہ کے پاس نہ تھا۔ مفسرین ملکہ کا نام بلقیس لکھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ وہ قوم مشرک آفتاب پرست تھی۔ شیطان نے ان کی راہ مار دی اور مشرکانہ رسوم و طوار کو ان کی نظر میں خوبصورت بنا دیا اسی لئے وہ راہ ہدایت نہیں پاتے۔ ہُدہُد نے یہ کہہ کر گویا سلیمان علیہ السلام کو اس قوم پر جہاد کرنے کی ترغیب دی۔"

## ہر مسلمان کا فرض عین

ہے کہ قرآن مجید سے جو چیز صراحۃً ثابت ہو جائے اس پر ایمان لائے (اور اگر پہلے اس چیز کے خلاف دل میں عقیدہ تھا) اور اپنے عقیدہ اور خیال کو قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق بنائے۔

## مثلاً

مذکور الصدر ہُدہُد کے واقعہ میں بعض چیزیں بالکل واضح ہیں۔ یہ یاد رہے کہ اللہ جل شانہٗ کی ذات بابرکات کے بعد اگر مخلوقات میں سے اللہ تعالیٰ نے کسی کو سب سے زیادہ علم دیا ہے تو وہ حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔ باوجود سب سے زیادہ ذی علم ہونے کے جب ہُدہُد لشکر سے غائب ہو جاتا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کا علم نہیں ہو سکتا کہ وہ کہاں گیا ہے اور غصہ میں آکر فرماتے ہیں۔ یا تو اس کو اس بلا اجازت لشکر سے غیر حاضری کی سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر دوں گا۔ یا اپنی غیر حاضری کی واضح دلیل لائے۔ اے مسلمان

## قرآن مجید کے آئینے

میں دیکھ کر اپنے ایمان کے خد و خال درست کر لے

## باوجودیکہ

ہُدہُد اپنی غیر حاضری کی ایک معقول وجہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک ایسی قوم کا کھوج لایا ہوں۔ جس کا حضورؑ کو بھی علم نہیں ہے اور وہ قوم سبا ہے اور اس قوم کا وہ سارا قصہ ابھی آپ سن چکے ہیں لیکن اس بیان سننے کے

## باوجود حضرت سلیمان علیہ السلام

کو یقین نہیں آتا۔ قرآن مجید میں آگے چل کر یہ آیت آتی ہے۔ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۝

سورۃ النمل ع ۲۔ پ ۱۹۔ عنقریب ہم تحقیق کر کے دیکھ لیں گے کہ تم سچ کہتے ہو یا جھوٹ بولتے ہو

اے میرے بھائی

اس بیان سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم میں سے جتنا علم دے وہی اس کو حاصل ہوتا ہے۔ خواہ پیغمبر ہی کیوں نہ ہو اور ساری مخلوقات کے متعلق سارے کا سارا علم فقط اللہ جل شانہ کے پاس ہے۔ اس لئے "عالم الغیب و الشہادۃ" پوشیدہ اور ظاہر سب چیزوں کا جاننے والا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

## پانچواں مقام

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ۝

سورۃ آل عمران ع ۲۔ پ ۳۔ ترجمہ۔ لوگوں کو مرغوب طبع چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی۔ یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے

## مختصر سا تبصرہ

فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے مثلاً جیسے عورتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ (میرے بعد مردوں کے لئے کوئی ضرر رساں فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں) ہاں اگر عورت سے مقصود اعفاف اور کثرت اولاد ہو تو وہ مذموم نہیں بلکہ مطلوب و مندوب ہے۔ چنانچہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے کہ اگر اس کی طرف دیکھے تو خوش ہو۔ حکم دے تو فرمانبردار پائے کہیں غائب ہو تو پیٹھ پیچھے شوہر کے مال اور اپنی عصمت کے معاملہ میں اسکی حفاظت کرے اسی طرح جتنی چیزیں آگے متاع دنیا کے سلسلہ میں بیان ہوئیں سب کا محمود و مذموم ہونا نیت اور طریق کار کے تفاوت سے متفاوت ہوتا رہے گا۔ مگر چونکہ دنیا میں کثرت ایسے افراد کی ہے جو عیش و عشرت کے سامانوں میں پھنس کر خدا تعالیٰ کو اور اپنے انجام کو بھول جاتے ہیں۔ اس لئے زُيِّنَ لِلنَّاسِ میں سطح کلام کی عام رکھی گئی ہے (ماخوذ از حواشی شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ)

## پانچوں مقامات کا خلاصہ

یہ ہے کہ بعض آدمی تو دنیاوی لذات اور خواہشات میں پھنس کر اپنے پیدا کرنے والے کے تجویز کردہ مقصد حیات کو بھلا دیتے ہیں اور انہیں لذات کے نشہ میں مخمور رہتے ہوئے دنیا سے خائب و خاسر اور نامراد ہو کر جاتے ہیں اور قبر میں قدم رکھتے ہی اپنی اس غلط روی کا ان کو احساس ہونا شروع ہو جائے گا۔ مگر بقول شخصے

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

اور انسانوں کی ایک بہت بڑی جماعت ایسی بھی ہے کہ جن کو شیطان لعین دنیا کے سبز باغ دکھا کر اور انسان کے اعمال کے مرنے کے بعد نکلنے والے نتائج سے باوجود ہادی کی آواز سننے کے بے پرواہ کر کے دنیاوی زندگی کی راحت کو مقصد حیات (شیطان) بنا دیتا ہے۔ اس قسم کے لوگ بھی بڑے ہی بدنصیب ہیں۔ مرنے کے بعد ان کے ساتھ بھی وہی (عذاب کا سلوک ہوگا۔ جو پہلی قسم کے لوگوں کے) ساتھ ہوگا۔ یہ لوگ یہ عذر نہیں پیش کر سکیں گے کہ ہمیں شیطان نے گمراہ کیا تھا۔ اس کا جواب ایک تو یہ ہوگا کہ کیا اللہ تعالےٰ نے تمہیں دنیا کی زندگی میں اپنے نفع اور نقصان سمجھنے کی عقل نہیں دی تھی اور علاوہ اس کے کیا تمہارے پاس ہادی نہیں آئے تھے۔ جو تمہیں مرنے کے بعد پیش آنیوالے حالات سے مطلع کیا کرتے تھے۔ وہ ہادی حضور انور کی بعثت سے پہلے انبیاء علیہم السلام ہوتے تھے اور آپ کی بعثت کے بعد آپ کی امت میں قرآن مجید اور اسکی شرح میں سنت حضور انور پیش کرنیوالے کیا نہیں آیا کرتے تھے۔

**وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ**

## مکتوب ۱۴۱۔ شیخ درویش کے نام

### ترغیب متابعت سنت مصطفویہ میں

حق سبحانہٗ تعالیٰ ظاہر و باطن کو سنت مصطفویہؐ کی متابعت سے مزین فرمائے بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رب العٰلمین ہیں — ہر چیز جو خوب و مرغوب ہے وہ محبوب و مطلوب کو دی جاتی ہے — بنا بریں حق سبحانہٗ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (اے رسول آپ بلندئ اخلاق پر فائز ہیں) نیز فرمایا ہے۔ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (بے شک آپ مرسلین میں سے ہیں۔ سیدھے راستے پر) ایک جگہ فرمایا۔ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ — اس آیت میں بھی ملت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صراط مستقیم فرمایا گیا ہے۔ اور اس کے علاوہ تمام راستوں کو داخل سُبُل کر کے ان پر چلنے سے منع فرما دیا ہے — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اظہار تشکر، اطلاع خلق اور ہدایت خلق کے طور پر خیر الہدی ہدی محمدؐ (بہترین سیرت سیرت محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا ہے۔ نیز ارشاد فرمایا ہے اَدَّبَنِيْ رَبِّيْ فَاَحْسَنَ تَادِيْبِيْ۔ میرے رب نے براہ راست میری تربیت کی ہے اور خوب سے خوب تر کی ہے

**باطن ظاہر کا تکمیل کرنے والا ہے**

ان دونوں میں باہمدگر سرمو مخالفت نہیں — مثلاً جھوٹ زبان سے نہ بولنا شریعت ہے اور دل میں کذب کا خطرہ نہ آنے دینا طریقت و حقیقت ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ بات اہتمام سے کرنی پڑتی ہے۔ تو طریقت ہے اور اگر بے اہتمام و تکلف میسر ہے تو حقیقت ہے۔ پس فی الحقیقۃ باطن جو کہ بالفاظ دگر طریقت و حقیقت ہے ظاہر کی جو کہ شریعت ہے۔ تکمیل کرنے والا ہے۔ پس سالکان راہ طریقت و حقیقت کو اگر اثنائے سلوک میں ایسے امور ظاہر ہوں جو بظاہر خلاف شریعت ہیں تو اس کو غلبۂ حال پر محمول کیا جائے گا..... ہر وہ چیز جس میں اخلاق و شمائل محبوب جلوہ گر ہوں۔ بہ تبعیت محبوب۔ محبوب ہو جاتی ہے۔ آیہ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اے رسول کہہ دیجئے، میری متابعت کرو اللہ تم کو محبوب بنالے گا) میں اسی رمز کا بیان ہے۔ پس متابعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کوشش کرنا مقام محبوبیت تک پہنچاتا ہے پس ہر عاقل پر ظاہراً و باطناً کمال اتباع رسول میں سعی کرنا لازم ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْد
رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ

## سُورۃ العصر

وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ

ترجمہ :۔ زمانہ کی قسم ہے۔ انسان (ہمیشہ) نقصان میں رہا ہے مگر وہ لوگ (اِس اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۙ نقصان سے بچ گئے) جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور آپس میں اتباع حق کی وصیت کی اور آپس میں (اتباع حق میں آنے والی مصیبتوں میں) صبر کی تلقین کی۔

## احادیث متعلقہ سورۃ العصر!

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص سے عصر کی نماز فوت ہو گئی۔ پس گویا کہ اس کا اہل اور مال چھین لیا گیا (متفق علیہ)

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے جبکہ سورج بلند اور پوری روشنی سے چمکتا تھا۔ پھر جانیوالا مدینہ منورہ کے اوپر کے حصہ میں جاتا تھا۔ وہاں پہنچنے کے بعد بھی سورج ابھی بلند ہوتا تھا۔ اور مدینہ منورہ کے بعض اوپر کی طرف کے حصے تقریباً چار میل دور ہوتے تھے۔ (متفق علیہ)

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یہ منافق کی نماز ہے بیٹھا سر سورج کا انتظار کرتا ہے۔ جس وقت سورج کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور (غروب کے وقت) شیطان کے دو سینگوں میں آ جاتا ہے اس وقت کھڑا ہو کر چار ٹھونگے مارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس میں بہت تھوڑا یاد کرتا ہے۔ (رواہ مسلم)

## موضوع سورۃ

موضوع سورۃ وہ چیز ہے جو ساری سورۃ کی تعلیم کا نچوڑ ہو۔ اسے اگر درخت کے بیج سے تشبیہ دی جائے تو بیجا نہیں جس طرح بیج زمین میں مدفون ہے۔ گہری کرید کے بعد بھی اس کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ ہاں ہر عقلمند استاد کی توجہ اور تنبیہ کے بغیر بھی اپنی خداداد ذہانت سے اس امر پر یقین رکھتا ہے۔ کہ کوئی درخت بغیر بیج کے نہیں ہو سکتا۔ اور ہر تنے ہر شاخ۔ ہر پتے، ہر پھل، ہر دانہ میں اسی کا ظہور ہے۔ بعینہٖ یہی حال موضوع سورۃ کا ہے اور اس سورۃ کے ہر رکوع۔ ہر آیت کو اس سے تعلق و رابطہ ہے اگرچہ وہ کتنا لطیف اور باریک کیوں نہ ہو۔

## موضوع سورۃ العصر!

سورۃ العصر کا موضوع "عروج اقوام کے اسباب" ہے

## انسانی قسم

قرآن حکیم کی قسموں اور انسانی قسموں میں بہت بڑا فرق ہے آدمی جس چیز کی قسم کھاتا ہے۔ اسے اپنے دل پر گواہ بناتا ہے کہ جو چیز میرے دل میں ہے اگر اس کے خلاف میں نے ظاہر کیا تو وہ ذات پاک جو میرے دل کے رازوں کو جاننے والی ہے۔ مجھے اس جھوٹ پر سزا دیگی۔ اسلامی عقیدے میں چونکہ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے سوا کوئی شخص دل کی باتوں کو جاننے والا نہیں ہے اس لئے سوائے اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے اور کسی کے نام کی قسم بھی جائز نہیں۔

## اقسام القرآن

ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانی معنیٰ کی قسم کھانے سے پاک ہے نہ وہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ اس کے ارادوں کو کوئی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسموں کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مقسم بہٖ (جس چیز کی قسم کھائی جائے) کو مقسم علیہ (جس مضمون پر قسم کھائی جائے یعنی جواب قسم) پر گواہ بنایا جاتا ہے۔ جس طرح مدعی کے راست بیان گواہوں کے بیانات میں جج غور کرتا ہے اور اُن بیانات کی شہادت پر مدعی کا دعویٰ ثابت کرتا ہے۔ اسی طرح مقسم بہٖ میں غور کرنے سے یقیناً اس دعویٰ کی تصدیق ہو جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ بندے کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہے۔ جسے اصطلاح نحو میں جواب، قسم کہتے ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ: (وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ)

## شہادت نامہ

روز روشن کی طرح زمانہ کی شہادت موجود ہے (جس کی ترجمانی صحیح تاریخی کتب اقوام عالم کرتی ہیں۔ کہ جس قدر قومیں پردۂ عدم سے صفحۂ ہستی پر آئیں سب کی سب خسارہ میں رہیں۔ ہاں وہ قومیں اس خسارہ سے محفوظ رہیں جو سورۂ عصر کے بیان کردہ چار اصول کی پابند ہوئیں)۔

## تفصیل اصول اربعہ

مذکورۃ الصدر چار اصول میں سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ بیان انسب معلوم ہوتا ہے۔

## جملہ معترضہ

قرآن حکیم چونکہ نوع انسانی کا معلم ہے۔ اس لئے اس کی تعلیم کے مخاطب مسلم و غیر مسلم دونوں ہیں۔ لہٰذا ان اصول کو ہر دو مخاطبین کی اصطلاح میں پیش

کیا جائے گا۔

## اصل اوّل

قولہ تعالیٰ :- اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ،

ترجمہ : جو لوگ ایمان لائے۔

## تشریح باصطلاح مُسلم

مسلم کی اصطلاح میں ایمان کا یہ مفہوم ہے کہ احکم الحاکمین عزّاسمہٗ وجلّ مجدہٗ کی طرف سے جو ہدایات بذریعہ انبیاء علیہم السلام نازل ہوئی ہیں۔ اُن پر عمل کرنے کے لئے دل کو تیار کر لینا

. . . . . . . . . .

## توضیح باصطلاح غیر مسلم

اگر ہمارا مخاطب اصول شرعیہ سے ناآشنا ہے۔ تو اس سے یہ کہیں گے کہ اگر دو قوموں میں تصادم اور کشمکش ہو تو وہی قوم غالب آئے گی جو علوم صحیحہ کی حامل ہو بلکہ آئندہ جو تین اصول آ رہے ہیں۔ اُن کی بھی پابند ہو۔ اور وہ قوم یقیناً نقصان اٹھائے گی۔ جو عروج و بقائے اقوام کے اصول صحیحہ سے ناآشنا ہوگی۔ وہ مقابلہ میں آکر جہالت کی ظلمت میں ٹھوکریں کھائے گی۔ اور بری طرح صفحۂ ہستی سے ذلیل کر کے مٹائی جائے گی۔

## ہر دو اصطلاح میں یک رنگی

اگر حقیقت شناس نگاہ سے دیکھا جائے تو ہدایات الٰہیہ پر ایمان لانا، (باصطلاح اوّل) اور علوم صحیحہ کا حامل ہونا باصطلاح دوم حقیقت میں ایک ہی چیز ہے۔ جس کے دو عنوان ہیں۔ کیونکہ دنیا کے علوم مروجہ میں دو قسم کے علوم ہیں۔ ایک منزّلہ۔ جو احکم الحاکمین کی جانب سے نازل شدہ ہیں۔ اس قسم کے علوم کی تمام قومیں یہود۔ نصاریٰ۔ مجوس۔ ہنود و سکھ اور مسلمان قائل ہیں اور ہر قوم ان علوم کو بہترین تصور کرتی ہے۔ اور دوسرے مخترعہ جو عقل انسانی اپنے غور و فکر سے تجربہ کرتی ہے۔ پہلی قسم کے علوم قطعی ہوتے ہیں اور دوسری قسم کے ظنی کہلاتے ہیں جن میں ہمیشہ ترمیم و تنسیخ ہوتی رہتی ہے۔ اور ہوتی رہے گی۔

## لہٰذا!

تصادم اور تعارض اقوام میں وہی قوم غالب آئے گی۔ جو علوم الٰہیہ کی حامل ہو، جو کہ اعلیٰ درجہ کے صحیح اور قطعی ہیں۔ علاوہ اس کے اُن تین اصول کی بھی پابند ہو جو آگے آ رہے ہیں۔ تب پوری اور قائم رہنے والی کامیابی کا منہ دیکھے گی۔ اور جو قوم اُن سے عاری اور ناآشنا ہوگی۔ وہ علوم ظنیہ اور مخترعہ کی خواہ کتنی ہی ماہر کیوں نہ ہو اور مادیات میں خواہ کتنی ہی بلندپایہ اور افلاطون زمان کیوں نہ ہو۔ لیکن تجربہ یہی بتلاتا ہے۔ کہ پہلی فاتح اور دوسری مفتوح، پہلی کامیاب اور دوسری ناکام رہی ہے۔

---

قولہ تعالیٰ : وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ،

ترجمہ :- اور جنہوں نے اچھے کام کئے

## اصل دوم

فقط علوم صحیحہ کا حامل ہونا، کامیابی اور بامرادی کا کفیل نہیں بلکہ اصول کو عملی جامہ پہنانا بھی لازمی ہے۔ مثلاً اگر دو قومیں علوم صحیحہ کی حامل ہوں تو اُن میں سے کامیاب وہ ہوگی جو پر حکمت اصول پر عمل پیرا ہے۔ اور جو ہاتھ پاؤں توڑ کر بے کاری کے نشہ میں مست ہے وہ نامراد رہ جائے گی۔

## تمثیل!

مثلاً جب سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتاب نبوت نے طلوع کیا، اور ہدایات قرآنی کی بارش آسمان سے شروع ہوئی۔ تو اس وقت تورات بھی (بعض مفسرین کی رائے میں) محفوظ تھی۔ جو ہمارے عقیدہ میں بھی کتاب اللہ منزل من اللہ ہے۔ لیکن اس کی حامل جماعت ان ہدایات پر عمل کرنے سے قاصر تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام اور یہودیت کی ٹکر میں یہودیت پاش پاش ہو گئی۔ اور اسلام کے نور نے تمام دنیا کے قلوب پر اپنا قبضہ جما لیا۔

---

## اصل سوم

قولہ تعالیٰ :- وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ،

ترجمہ :- آپس میں اتباع حق کی وصیت کی۔ اگرچہ پہلے دو اصول پر عمل کرنے سے کامیابی کا خوشنما چہرہ رونما ہوگا۔ لیکن اس کامیابی کے بقا کے لئے مندرجہ ذیل سعی لازمی ہے۔

## بقاء تحریک کا گر!

جہاں دنیا میں آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے۔ کوئی تحریک اس دار فانی میں کبھی بھی زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اس کے بانی اور چلانے والے اپنے حلقہ اثر کے وسیع کرنے کی کوشش نہ کریں۔ تاکہ ان کے معاونین و ہمنواؤں کا حلقہ اس قدر وسیع ہو جائے کہ جس وقت وہ لوگ پیغام اجل کو لبیک کہیں تو اس تحریک کو دوسرے لوگ فوراً سنبھال لیں۔ علیٰ ہذا القیاس جب تک یہ سعی بلیغ ہر نسل کے لوگ جاری رکھیں گے وہ تحریک زندہ بامراد اور کامیاب رہے گی۔

## اصل چہارم

قولہ تعالیٰ :- وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ،

ترجمہ :- اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔ پہلے تین اصول مذکورہ پر عمل کرنے سے کامیابی کا ظہور لازمی ہے۔ اور بقاء کے آثار بھی رونما ہونگے لیکن بقاء حقیقی و دائمی فقط اسی صورت میں نصیب ہوگا۔ جب اس تحریک اور سلسلے کے حامی کار اور معاونین اپنے مقصد کی تکمیل میں ہر مصیبت میں سینہ سپر ہونے کے لئے تیار ہوں۔ اگر مقصد کی تکمیل میں مصائب و تکالیف سے جی چرایا گیا تو آئندہ کی سرفرازی وہم باطل اور حاصل شدہ کامیابی معدوم ہو جائے گی۔

## حاصل اصول اربعہ

علوم صحیحہ کا حامل ہونا، علوم صحیحہ پر عامل ہونا، حلقہ اثر کو ہر ممکن ذریعہ سے وسیع کرنا۔ تکمیل مقصد میں ہر قربانی کے لئے آمادہ رہنا۔

## اصول اربعہ کی جامعیت

جس طرح ہر قوم کی زندگی کا دارومدار ان چار اصولوں کی پابندی پر عائد کیا گیا ہے اسی طرح ہر شعبہ زندگی بسر کرنے

والوں کی کامیابی کا راز انہیں اصول میں مضمر ہے۔ بلکہ ہر شخص کا انفرادی زندگی میں سرسبز و شاداب ہونا بھی انہیں زریں اصول میں منحصر ہے۔ ہاں یہ الگ چیز ہے۔ کہ ہر موقعہ۔ ہر محل ہر مقصد کے علوم اپنے اپنے ہوں گے جد وجہد اور سعی کی نوعیت الگ ہوگی قربانی کا رنگ علیحدہ علیحدہ ہوگا۔

# اَلْاِعْتِبَارُ وَالتَّاوِیْلُ

## مسلمانوں کی ذلت کا باعث

**بَرادرانِ اِسلام:-** افسوس صد افسوس مسلمانوں کی ذلت کا باعث اپنے اصول صحیحہ کی گم کردگی ہے۔ وہ قوم جو مردہ قوموں میں زندگی کی روح پھونکنے کے لیئے دنیا میں آئی تھی۔ وہ قوم جو خفتہ قسمت والوں کی قسمت بیدار کرنے کے لیئے پیدا ہوئی تھی۔ جو قوم جاہل قوموں کے سینوں کو نورِ الٰہی سے بھرنے کے لیئے آئی تھی۔

## آج

نیم بسمل ہو کر دم توڑ رہی ہے۔ اپنے اسلاف کی پیدا کی ہوئی بیداری کو خواب غفلت کے پردہ میں چھپا رہی ہے جس کے اسلاف کے سینے نورِ الٰہی سے بھرپور تھے۔ آج جہالت کا شکار ہو رہی ہے۔ وہ قوم جس کی غلامی پہ غیر مسلم فخر کیا کرتے تھے۔ آج وہ غیر مسلموں کی غلامی کو فخر سمجھتی ہے۔ ع

تفو بر تو اے چرخ گردان تفو

لے بدنام کنندۂ نکو نامے چند

مسلمان بھائیو! پانی سر سے گذر چکا ہے حالت یاس تک پہنچ چکی ہے۔

## لیکن

چھپا دست ہمت میں زورِ قضا ہے

مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

چہ غم دیوارِ اُمت راکہ دارد چوں تو پشتیبان

چہ باک از موج بحر آنرا کہ دارد نوح کشتیبان

آج بھی مسلمان اگر سورہ عصر کے اصول اربعہ پر عامل ہو جائیں تو بامدادِ الٰہی ساری دنیا کی قوموں سے میدان عزت و رفعت میں گوئے سبقت لے جا سکتے ہیں اور ان کو مالک الملک کی بارگاہ سے سردار اقوام عالم کا ممتاز لقب باآسانی مل سکتا ہے۔ یہی وہ راز تھا جس نے ابتداء اسلام میں مٹھی بھر مسلمانوں کو بڑی بڑی زبردست سلطنتوں پر فاتح بنا دیا تھا۔ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ۔

## تمثیل

ہم مسلمانوں کی مثال اس مریض کی سی ہے۔ جو حکیم حاذق کے پاس جاتا ہے۔ نسخہ لکھواتا ہے۔ مگر نہ ادویات خرید کرتا ہے۔ نہ دوا بناتا ہے۔ نہ استعمال کرتا ہے۔ نہ پرہیز رکھتا ہے۔ ایسے مریض کی شفا عادۃ اللہ میں ناممکن نظر آتی ہے۔ ہم قرآن حکیم تو پڑھتے ہیں لیکن اقدام عمل سے جی کتراتے ہیں۔

## مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے

مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ سورۂ عصر کے اصول اربعہ کی بطریق ذیل پابندی کریں۔ پھر دیکھیں کہ نصرتِ الٰہی کس قدر اُن کا استقبال کرتی ہے۔ اور بظاہر ناممکن نتائج ممکن ہو کر کیونکر موسلادھار بارش کی طرح ان پر برستے ہیں۔

## طریق عمل

**(۱)- ایمان:** (۱) ایمان سے مراد فقط تصدیق قلبی نہیں ہے۔ بلکہ تصدیق کے ساتھ ایک بدنی طاقت بھی اس تصدیق کے اثر سے پیدا ہو جائے۔ ایک ایسا سٹیم پیدا ہو جائے جو اعضاء کو مجبور کر کے ارادہ الٰہی کے ماتحت چلاوے۔ جسے تسلیم کا اثر کہنا چاہیئے۔ جس کا ذکر مسابقہ "الن ہام" میں پایا جاتا ہے ایمان کے لیئے محض تصدیق منطقی کافی نہیں ہے۔

(۲) فقط نجات آخرت کی باتوں پہ ہی تصدیق نہ ہو، بلکہ تمدن و معاشرت اقتصادیات وسیاسیات کے متعلق بھی جو ہدایات ہوں۔ اُن پہ بھی اسی درجہ کی تصدیق ہو جس کا ذکر معنی ایمان کے ذیل میں آ چکا ہے۔

**(۲) عمل صالح:** عمل صالح سے مراد فقط نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ۔ تہجد۔ اشراق۔ صلوٰۃ الاوّابین ہی نہیں ہے۔ بلکہ تمام ہدایات قرآنی کو عملی جامہ پہنانا مراد ہے۔ تاکہ "اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ" کے اصول پر ساری خدائی طاقتیں اس قوم کی حمایت کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔

قولہ تعالیٰ:- وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ۔

ترجمہ: اور اگر وہ لوگ توراۃ انجیل اور قرآن پر عمل کرتے تو اللہ تعالیٰ کے آسمانی اور زمین کے خزانوں سے رزق کھاتے۔

(۲) ہم نے قوانین الٰہیہ میں فرق کر رکھا ہے۔ قوانین آخرت کو کم و بیش مان بھی لیتے ہیں۔ لیکن قوانین متعلقہ دنیا سے عموماً اعراض ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ ہمارے حق میں بارگاہ الٰہی سے ذلت کا نزول ہوگا۔ مثلاً نماز پڑھتے ہیں۔ مگر گلہ کرنے، چغلی کھانے، جھوٹ بولنے سے کوئی پرہیز نہیں۔ روزہ رکھتے ہیں مگر جھوٹی شہادت دینے۔ جھوٹے گواہ بنانے بناوٹی مقدمات چلانے سے کوئی احتراز نہیں۔ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ مگر بیٹیوں کو جائداد سے محروم کرنے، بہنوں کو حصہ نہ دینے، یتیموں اور بیواؤں کے حق غصب کرنے سے کوئی پرہیز نہیں۔

**(۳) تواصی بالحق:-** فرض تو ہمارا یہ تھا کہ قرآن حکیم کے ہر لفظ۔ ہر آئیت۔ ہر رکوع۔ ہر سورۃ کے ہم خود عامل ہوتے۔ اور پھر دوسروں کو ان چیزوں کی تبلیغ کرتے تاکہ قرآن دنیا کے ہر چپہ زمین پہ زندہ و درخشندہ نظر آتا۔ ظلمت کفر و ضلالت اس کے نور سے صفحۂ ہستی سے پردہ عدم میں روپوش ہو جاتی۔ آج مسلمانوں نے فرض تبلیغ عموماً ترک کر دیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیم مفقود ہو رہی ہے۔ اخلاق، تہذیب، تمدن، معاشرت اسلامی سے لوگ متنفر ہو رہے ہیں۔

ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

بخلاف اس کے کہ باطل پرست اقوام آریہ عیسائی وغیرہ تبلیغ مذہب میں لگاتار ساعی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ

باقی صفحہ ۱۸ پر

ایم عبد الرحمٰن اللہ دھیلا شیخوپورہ

# حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی

## تاریخ ولادت و وفات

**نام و نسب۔** آپ کا اسم شریف محمد بن اسمٰعیل ابن ابراہیم ابن مغیرہ جعفی بخاری ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور آپ کے جعفی مشہور ہونے کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ کے پردادا مغیرہ آتش پرست تھے۔ والئے بخارا کے ہاتھ پر مشرف بہ ایمان ہوئے تھے۔ اس بادشاہ کا نام یمان بخاری جعفی تھا۔ چونکہ آپ اس بادشاہ کے لقب پر مشرف باسلام ہوئے تھے سو اسی لقب سے ان کو بھی ملقب کر دیا گیا۔ درحقیقت یمن میں ایک قبیلہ کو جعفی کہا جاتا تھا۔ اس کا سردار جعفی ابن سعد تھا۔ اسی کے نام سے وہ قبیلہ یمن میں جعفی مشہور ہو گیا تھا۔

جمعہ کے دن بعد نماز ۱۳ ماہ شوال ۱۹۴ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور ۲۵۶ھ عید الفطر کی چاند رات میں شنبہ کی شب میں عشاء کی نماز کے بعد آپ نے وفات پائی۔ عید الفطر کے دن ظہر کی نماز کے بعد آپ کو دفن کیا گیا۔ اس طرح آپ کی کل عمر باسٹھ سال سے ۱۳ دن کم ہوئی۔ آپ کے پردادا مغیرہ پر خدا کا فضل ہوا۔ آپ آتش پرستی چھوڑ کر اسلام جیسے پُر انوار مذہب میں داخل ہوئے لیکن پردادا کے والد دجن کو بذدِ زبہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ فارسی میں اس لفظ کے معنی کاشتکار کئے جاتے ہیں) بدستور اپنے باطل مذہب آتش پرستی پر قائم رہے۔ اسی دین پر ان کا انتقال ہو گیا۔

## امام بخاریؒ کی کرامت

امام بخاریؒ میانہ قد دبلے پتلے جسم کے آدمی تھے۔ سمرقند کے قریب ایک گاؤں خرتنگ نام ہے جو کہ دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس میں آپ دفن کئے گئے۔ آپ کی وفات کے وقت آپ کا کوئی حقیقی فرزند موجود نہ تھا لکھا ہے کہ جب لوگ آپ کو قبر میں دفن کر چکے تو اس وقت قبر میں سے مشک کی خوشبو پیدا ہوئی۔ یہ دیکھ کر لوگوں کو بہت حیرت ہوئی اور عرصہ دراز تک لوگ آپ کی قبر مبارک کو سونگھا کرتے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

جمال ہمنشیں در من اثر کرد ۔ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

امام بخاری کی موت کوئی معمولی موت نہیں بلکہ ایک عالم کی موت اور علم کا ضائع ہو جانا ہے۔ کسی نے بالکل صحیح کہا ہے

إِذَا مَا مَاتَ ذُو عِلْمٍ وَتَقْوَىٰ
فَقَدْ وَقَعَتْ مِنَ الْإِسْلَامِ ثُلْمَة

(ترجمہ) جب کوئی صاحب علم و فضیلت وصال کر جاتا ہے تو دین اسلام میں ایک سوراخ پیدا ہو جاتا ہے اور سوراخ بھی ایسا جس کا اندمال ناممکن ہے۔

## رباعی متعلق تاریخ ولادت و وفات

کسی ذکی الطبع شاعر نے امام صاحب کی مدت زندگی اور تاریخ وفات کو نہایت عمدہ طور سے ان چند اشعار میں بیان کیا ہے

كَانَ الْبُخَارِيُّ حَافِظًا وَمُحَدِّثًا
جَمَعَ الصَّحِيحَ مُكَمَّلَ التَّحْرِيرِ
مِيلَادُهُ صِدْقٌ وَمُدَّةُ عُمْرِهِ
فِيهَا حَمِيدٌ وَانْقَضَىٰ فِي نُورٍ

یعنی امام بخاریؒ حدیث کے ماہر اور کامل حافظ تھے۔ جنہوں نے اپنی کتاب کو کمال کے ساتھ تحریر کیا تھا۔

اس شعر کے لفظ صدق سے حضرت امام بخاری کی تاریخ پیدائش نکلتی ہے۔ جس کے عدد ۱۹۴ ہوتے ہیں اور آپ کی دنیوی زندگی کا زمانہ لفظ حمید سے نکلتا ہے۔ کیونکہ حمید کے ۶۲ عدد ہیں۔ اور لفظ نور سے آپ کے وصال کا زمانہ نکلتا ہے جس کے عدد ۲۵۶ ہیں۔ خلاصہ یہ کہ آپ کی ولادت ۱۹۴ھ میں ہوئی اور ۲۵۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اور کل عمر ۶۲ سال کی ہوئی۔

علامہ فربری بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے بخاریؒ کو خواب میں دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہیں۔ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کسی مقام پر قدم مبارک رکھ کر اٹھاتے تو بخاری علیہ الرحمۃ اسی مقام پر اپنا قدم رکھتے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بخاریؒ کو سنت نبویؐ کی اتباع بہت مرغوب تھی۔ سنت کے خلاف ایک قدم رکھنا بھی آپ کو گوارا نہ تھا۔

علامہ غنجار نے تاریخ بخاری اور علامہ لارکانی نے شرح سنت میں ایک ایسی حیرت انگیز بات لکھی ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امام بخاریؒ کو امت محمدیہ کا مخدوم اعلیٰ، اپنی رحمت کاملہ دنیا کے اولوالعزم حضرات کی بڑی سے بڑی یادگار بنا کر بھیجا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی بچپن میں آنکھیں جاتی رہی تھیں ایک شب ان کی والدہ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں اے فلاں! اللہ تعالیٰ نے تیرے بچے کی بینائی واپس دے دی۔ صبح کو آپ کی والدہ صاحبہ نے جو دیکھا تو امام بخاریؒ کو بینا پایا۔

## امام بخاریؒ کا مرتبہ و زہد

وراق بخاریؒ بیان کرتے ہیں کہ جب امام بخاریؒ کے والد احمد حفصؒ کا انتقال ہونے لگا۔ یہ بھی انکے یہاں تشریف لے گئے۔ احمد بن حفصؒ نے فرمایا کہ مجھے اپنے مال میں حرام کے ایک درہم کا بھی شبہ نہیں۔ میرے مال کا حبہ حبہ پاک و صاف ہے۔ امام بخاریؒ اسی مال کے وارث بنے۔ اس میں آپ نے ترقی کی کوشش نہ کی اور زندگی بسر کرتے رہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جس نے اپنی وفات کے وقت تک بھی حرام کا ایک لقمہ نہ کھایا ہو۔ جس کی دیگر ضروریات میں حرام کا ایک پیسہ بھی نہ خرچ ہوا ہو۔ اس کی نورانیت کس قدر بڑھی ہوئی ہوگی۔ اور انوار الٰہی کا کیسا پُر نور مجسمہ ہوگا۔

حضرت وراقؒ ہی کہتے ہیں کہ امام صاحب موصوف کے کسی شخص پر پچیس ہزار قرض تھے۔ اس نے سب مار لئے۔ شہر کے عمائدین نے آپ سے کہا کہ آپ حکام کی امداد سے کام لیں۔ یہ ناممکن ہے کہ آپ کی رقم ماری جائے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں ایسا کر دوں گا تو اس شخص کو لالچ

پڑ جائے گا۔ میں اپنے دین کو دنیا کے عوض فروخت کرنا نہیں چاہتا۔ خلاصہ یہ کہ اپنے مال کے ضائع ہونے کو اچھا سمجھا اور حکام کی امداد گوارا نہ کی۔

آپ کے اتقاء کے متعلق حضرت وراق رح بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب فرمایا کرتے کہ میں نے آج تک نہ کوئی چیز خریدی نہ ہی کوئی فروخت کی۔ خرید و فروخت کا کام ہمیشہ دوسرے سے لیا۔ کسی نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ فرمایا کہ خرید و فروخت میں کمی زیادتی خلط ملط بہت ہوا کرتا ہے۔

غنجار رح نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ایک دن ابوحفص حضرت محمد بن اسمٰعیل بخاری کی خدمت میں کچھ مال لے کر حاضر ہوئے۔ اسی دن شام کو کچھ سوداگر اس مال کے خریدنے کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پانچ ہزار منافعہ دے کر وہ مال خریدنا چاہا۔ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ اس وقت تو آپ لوگ چلے جائیں۔ صبح کو یہ مال آپ کو مل جائے گا۔ صبح کو دوسرے سوداگر حاضر ہو کر دس ہزار منافع دے کر خریدنے لگے۔ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ میں کل رات کچھ تاجروں سے اس مال کے دینے کا وعدہ کر چکا ہوں۔ اس وعدہ کو توڑنا نہیں چاہتا۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ طلب حدیث میں آدم ابن ابی ایاس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے پاس خرچ ختم ہو گیا تھا اور آنے میں بھی تاخیر ہو گئی۔ تین روز آپ کو اسی حالت میں گزرے۔ حتیٰ کہ آپ کو گھاس پات کھانے کی نوبت آ گئی۔ پھر ایک دن ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں اس سے بالکل واقف نہ تھا۔ اس نے ایک تھیلی دے دی۔ جس میں بہت سے دینار تھے۔ امام صاحب کا یہ فرمانا معتبر ذرائع سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ آپ طالب علمی کے زمانہ میں پانچ سو درہم ماہوار خرچ کرتے تھے۔

امام صاحب کے واقعات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح آپ احادیث کے لباس سے مزین تھے۔ اسی طرح ان پر عمل کرنے کا فخر بھی آپ کو تمام و کمال حاصل تھا۔

عبداللہ ابن محمد حیار رح فرماتے ہیں۔

ایک دن میں امام بخاری رح کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کے گھر کی لونڈی مکان میں جانے کے واسطے سامنے سے گذری۔ اتفاقاً آپ کے سامنے قلمدان رکھا ہوا تھا۔ اس سے ٹھوکر کھا کر گر پڑی۔ آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کیسے چلتی ہے؟ اس نے گستاخانہ لہجہ میں جواب دیا کہ جب جگہ نہیں تو میں کیا کروں، کیسے چلوں۔ آپ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر جواب دیا کہ جا میں نے تجھ کو آزاد کیا۔ کسی نے آپ سے کہا کہ اس باندی نے تو آپ کو غصہ دلایا اور آپ نے اس پر اور احسان کیا۔ فرمایا۔ ہاں، اس نے تو مجھ کو ضرور غصہ میں بھرنا چاہا۔ لیکن میں نے اس غصہ کو اسی طرح ٹھنڈا کرنا مناسب خیال کیا۔ امام صاحب کے اس فعل سے معلوم ہوا کہ آپ میں اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت کامل طور پر دی تھی۔ کہ غصہ کے وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث کو پیش نظر رکھ کر آپ غصہ کو ضبط کر لیا کرتے تھے۔

## آپ کے کمالات علمیہ و عملیہ

اسلام میں جہاں اور کمالات علمیہ اور عملیہ قابل ستائش ہیں۔ منجملہ ان کے ایک تیر اندازی بھی مستحق تحسین ہے جسکی تعریف و توصیف احادیث میں بھی آ چکی ہے اور اسلام کے بڑے رکن جہاد کا دار و مدار حرب کی کامل دستگاہ پر ہے امام موصوف اس سے بھی محروم نہ تھے۔

وراق بخاری کا بیان ہے کہ امام بخاری رح نہایت اچھے تیر انداز تھے۔ میں نے اپنے زمانۂ صحبت میں کبھی نہیں دیکھا کہ امام صاحب کا تیر کبھی نشانہ سے خطا ہوا ہو

بکر ابن منیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن امام بخاری رح نماز ادا کر رہے تھے۔ بھڑ نے نماز کی حالت میں آپ کے جسم پر سترہ مقام پر کاٹا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے فرمایا کہ دیکھو نماز میں مجھ کو کسی چیز نے تکلیف دی ہے۔ دیکھا گیا معلوم ہوا کہ بھڑ نے آپ کے جسم میں سترہ جگہ کاٹا ہے اور جسم سوج گیا ہے لیکن نماز کی حالت میں امام صاحب کو جس طرح نماز ادا کرنی چاہیئے۔ اسی طرح آپ نے اس کو پورا کیا۔

آپ کی تلاوت قرآن مجید مطابق سنت تھی۔ رمضان شریف میں جب آپ مقتدیوں کو نماز تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ تو ہر ایک رکعت میں بیس آئتیں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اسی طور پر تمام قرآن ختم کیا کرتے۔ البتہ تہجد کی نماز میں نصف یا ثلث کے قریب قرآن مجید آپ ختم کر لیا کرتے تھے گویا تین دن میں تہجد کے اندر آپ کا قرآن مجید ختم ہو جایا کرتا تھا۔ اور ایک قرآن دن میں افطار کے وقت تک آپ ختم فرمایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے کہ ہر ایک ختم قرآن کے وقت اللہ تعالیٰ بندے کی ایک دعا قبول فرمایا کرتا ہے۔ امام صاحب کے پاس رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک بھی تھے جو آپ تبرکاً اپنے لباس میں رکھا کرتے تھے۔

ایک دن امام صاحب نے مسجد میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی ڈاڑھی میں سے تنکا نکال کر زمین پر پھینک دیا۔ علی ابن منصور رح کے والد کہتے ہیں۔ اس وقت میں امام بخاری رح کو دیکھ رہا تھا کہ کبھی وہ لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی اس تنکا کی طرف، جب آپ نے دیکھا کہ لوگ دوسری طرف متوجہ ہو گئے۔ آہستہ سے وہ تنکا اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا اور مسجد سے باہر نکل کر اس کو پھینک دیا۔ گویا اس فعل میں اشارہ تھا کہ جس چیز سے ڈاڑھی صاف ہونی چاہیئے۔ اس سے مسجد زیادہ مستحق ہے کہ اس کو ایسی چیزوں سے بطریق اولیٰ صاف رکھا جائے۔

## امام صاحب کی قوت حافظہ و رسائی ذہن

امام بخاری رح کے خداداد حافظہ اور تبحر علمی کے متعلق امام احمد حنبل رح کا بیان ہے کہ خراسان کی زمین میں محمد بن اسمٰعیل رح جیسی ہستی پیدا نہیں ہوئی۔ قوت حافظہ صرف چار خراسانیوں پر ختم ہے۔ ان میں سے ایک امام بخاری رح بھی ہیں۔ ابو مصعب رح بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رح امام احمد رح سے افقہ اور ابصر تھے۔ کسی شخص نے ابو مصعب رح سے اعتراضاً کہا کہ سمجھ کر فرمایئے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ابو مصعب رض نے فرمایا کہ اگر ایک نظر تو امام بخاری رح کو دیکھے اور ایک نظر امام مالک رض کو دیکھے تو دونوں حضرات میں کچھ تفاوت نہ پائیگا دونوں کو ایک ہی دیکھیگا۔

حضرت محمد بن اسحاقؒ کہتے ہیں۔ کہ روئے زمین پر میں نے امام بخاریؒ سے زیادہ کسی شخص کو عالم حدیث نہیں دیکھا۔ محمد بن شار کا بیان ہے۔ امام بخاریؒ کے استاد کہتے ہیں کہ تمام دنیا میں اعجاز نما حافظہ کے مالک صرف چار شخص ہیں۔ نظام رے میں ابوزرعہ، نیشاپور میں امام مسلم، سمرقند میں عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی۔ بخارا میں محمد بن اسمٰعیل بخاری ان چاروں شخصوں میں بھی بقول امام مجر امام بخاریؒ ہی کو فضیلت ہے حاشد ابن اسمٰعیلؒ بیان کرتے ہیں۔ بچپن میں امام بخاریؒ ہم لوگوں کے ساتھ تحصیل حدیث کے واسطے بصرہ کے اساتذہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ لیکن دوسروں کی طرح احادیث کو تحریر میں نہ لایا کرتے زبانی یاد کیا کرتے۔ ۱۶ دن گزرنے کے بعد ہم لوگوں نے ان کو ٹوکا کہ تم احادیث کو لکھتے نہیں ہو۔ بھول جاؤ گے۔ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے یہ بڑا اعتراض کیا ہے۔ اچھا لاؤ اپنی حدیثوں کو میرے سامنے سنانا شروع کرو۔ ہم لوگوں نے ان کے سامنے اپنی تحریر کردہ احادیث کو سنانا شروع کیا۔ انھوں نے سُن کر پندرہ ہزار حدیثیں زبانی ایسی سنائیں جو ہم لوگوں کی تحریر میں نہ تھیں۔ اس روز کے بعد سے ہم لوگوں نے ان کی یاد سے اپنی احادیث کو صحیح کرنا شروع کیا۔

تیسیر میں لکھا ہے کہ جب امام بخاریؒ بغداد پہنچے تو اصحاب حدیث کو آپ کی شہرت ناگوار ہوئی۔ ان لوگوں نے آپ کا امتحان لینا چاہا۔ تقریباً ایک سو حدیثوں کے اسناد اور متنوں میں تغیر و تبدل کر کے اور دس اشخاص کو وہ حدیثیں دے کر ان سے کہدیا کہ یہ سب اشخاص بالترتیب امام بخاریؒ کے نزدیک اپنی اپنی حدیثیں بیان کریں۔ چنانچہ امام صاحب کے سامنے ان میں سے ایک شخص نے پہلے ایک حدیث بیان کی۔ امام صاحب نے سن کر فرمایا۔ اس حدیث کا مجھ کو علم نہیں۔ اس نے دوسری سنائی۔ آپ نے اس کے متعلق بھی یہی فرمایا۔ الغرض اس شخص نے اپنی تمام دس حدیثیں امام صاحب کے سامنے بیان کر دیں۔ لیکن امام صاحب یہی فرماتے گئے کہ یہ حدیثیں میں نے کبھی نہیں سنیں۔ اس شخص کے بعد بقیہ نو شخصوں نے اپنی اپنی حدیثیں بیان کیں۔ سب کے ختم ہونے کے بعد آپ پہلے شخص کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس سے فرمایا کہ تیری پہلی حدیث اس طرح نہیں جس طرح تو نے ادا کی۔ بلکہ اس طرح ہے۔ الغرض آپ نے اس کی دسوں حدیثیں صحیح طور پر پڑھ کر اس کو سُنا دیں۔ اور بقیہ لوگوں کی تمام احادیث کی صحت کر دکھائی۔ اس وقت سے لوگ آپ کے خداداد حافظہ اور فضل کے قائل ہو گئے۔

آپ نے چھوٹی سی عمر میں علم حدیث میں ایسا کمال حاصل کیا کہ لوگ آپ کی طرف رجوع کرنے لگے۔ چنانچہ ابوبکر بن ابی عتاب کہتے ہیں کہ ہم نے محمد بن اسمٰعیل سے محمد بن یوسف فریابی کے دروازے پر علم حدیث میں سے لکھا اور اس وقت وہ بے ریش تھے۔ اور ان کے چہرے پر کوئی بال نہ تھا۔

آپ نے علم حدیث کے لئے بہت سفر کئے۔ کیونکہ اس زمانے میں علم حدیث میں بغیر مختلف شہروں میں سفر کرنے کے کمال حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ کا سب سے پہلا سفر مکہ شریف کا تھا۔ جو ۲۱۰ھ میں کیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۶ برس کی تھی۔ مکہ شریف کے سفر کے بعد آپ نے دیگر مختلف شہروں کا سفر کیا اور وہاں کے مشائخ حدیث سے روایت کی۔ آپ کسی کی بدگوئی اور غیبت سے بہت پرہیز کرتے تھے چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے معلوم ہوا کہ غیبت حرام ہے۔ میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی۔ اسی طرح بکر بن منیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاریؒ کو یہ کہتے سنا کہ مجھے امید ہے کہ خدا تعالےٰ مجھ سے کسی کی غیبت کا حساب نہیں لے گا۔

باوجود مالدار ہونے کے آپ خرید فروخت میں کسی شے کا سودا خود نہیں کیا کرتے تھے۔ بلکہ کسی شخص کو کہہ دیتے اور وہ معاملہ طے کر دیتا۔ اس کی وجہ میں فرمایا کہ خرید و فروخت میں کمی بیشی کرنی پڑتی ہے اور میں اُسے پسند نہیں کرتا۔

آپ بہت کم کھایا کرتے تھے۔ اور بہت سخی تھے۔ خصوصاً طلباء کے ساتھ بہت سلوک کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب آپ شہر بخارا کے قریب ایک سرائے تیار کرا رہے تھے تو بہت سے لوگ اس میں آپ کی اعانت کرتے تھے آپ بذات خود اینٹیں ڈھوتے تھے۔ اسپر آپ کو کہا جاتا تو آپ فرماتے تھے کہ مجھ کو بھی میری محنت فائدہ مند ہو گی۔

## آپ کی تصانیف

صحیح بخاری کے علاوہ امام صاحب کی اور بہت سی تالیفات موجود ہیں۔ (۱) ادب المفرد بروایت احمد ابن محمد ابن خلیل (۲) رفع الیدین فی الصلوٰۃ (۳) قرأت خلف الامام بروایت عبداللہ ابن احمد ابن زنجویہ ابن محمد (۴) التاریخ الصغیر بروایت عبداللہ ابن محمد (۵) خلق افعال العباد بروایت یوسف ابن ریحان (۶) کتاب الضعفا بروایت ابوبشر محمد بن احمد و ابوجعفر محمد ابن موسےٰ یہ وہ کتابیں ہیں جو اس وقت موجود ہیں اور بسلسلہ روایت پہنچی ہیں۔ ان کے علاوہ تاریخ کبیر۔ تفسیر کبیر وغیرہ ہیں۔

## آپ کے اساتذہ کرام

امام بخاریؒ نے جن اساتذہ سے احادیث کی تحصیل کی۔ ان میں سے صرف چند حضرات کے نام بطور اختصار بیان کر دیئے جاتے ہیں (۱) مکی ابن ابراہیم بلخیؒ (۲) عبید اللہ ابن موسیٰؒ (۳) عیسیٰ ابو عاصم شیبانیؒ (۴) علی ابن مدینیؒ (۵) احمد ابن حنبلؒ (۶) یحییٰ ابن معینؒ (۷) عبداللہ ابن زبیر حمیدیؒ وغیرہم

## صحیح بخاری کے فضائل

مؤلفؒ نے صحیح بخاری کا اصل نام الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ و ایامہ رکھا تھا۔ علم حدیث میں ایسی کتاب جس میں صرف صحیح حدیثیں ہوں صرف یہی صحیح بخاری اول لکھی گئی ہے۔ علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ تمام احادیث میں صحیح تر کتابیں مسلم اور بخاری شریف ہیں۔ علاوہ ازیں جمہور علماء کا اسپر اتفاق ہے کہ بلحاظ صحت اور فوائد صحیح بخاری صحیح مسلم سے مرتبہ میں بڑھی ہوئی ہے۔

معتمد روایات سے منقول ہے کہ امام بخاریؒ فرمایا کرتے۔ میں نے صحیح بخاری کو ۱۶ سال کی مدت میں جمع کیا۔ چھ لاکھ حدیثوں میں سے چن چن کر میں نے اس کو تیار کیا۔ اور اپنے اور خدا کے درمیان میں نے اس کو حجت قرار دیا۔

امام بخاریؒ سے یہ بھی منقول ہے۔

فرماتے تھے۔ ایک دن میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف فرما دیکھا اور اپنے آپ کو پنکھا لئے ہوئے دیکھا کہ حضور انورؐ کی مکھیاں جھل رہا ہوں۔ میں نے اس خواب کی تعبیر معبّروں سے دریافت کی۔ لوگوں نے بیان کیا کہ تم حضور انورؐ کی طرف جو جھوٹ منسوب کئے گئے ہیں۔ ان کو دفع کرنے والے ہوگے۔ اس دن سے میرے دل میں صحیح حدیثوں کے استخراج کا خیال پیدا ہو گیا۔ امام صاحب کہتے ہیں۔ میں نے اس کتاب میں صرف وہی حدیثیں بیان کی ہیں۔ جن کی صحت میرے نزدیک قابل وثوق تھی۔

امام فربریؒ سے منقول ہے کہ امام صاحب موصوف فرمایا کرتے تھے۔ میں نے اس کتاب میں اس وقت تک کوئی حدیث نہیں لکھی۔ جب تک دو رکعت نفل نہ پڑھ لئے ہوں۔ بخارا۔ مکہ معظمہ اور بصرہ کے مقامات میں ۱۶ سال کے عرصہ میں اسکو تصنیف کیا گیا ہے۔ کتابیں آپ کے ہمراہ رہتی تھیں۔ ہر سال حج کرنیکے بعد بصرہ آکر اپنے کام میں مشغول ہو جاتے تھے

ابوزید مروزیؒ بیان کرتے ہیں۔ ایکدن حرم مکہ میں میں سو رہا تھا کہ خواب میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ حضور انورؐ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ تو امام شافعیؒ کی کتاب کو کب تک پڑھیگا ہماری کتاب کو کیوں نہیں پڑھتا۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ! حضور انور کی کتاب کونسی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا صحیح بخاری جو محمد بن اسمعیل بخاری نے تالیف کی ہے۔

(محمد امجد علی خاں رامپوری)

شیخ علاؤالدین ابی الحسن علی بن ایبک دمشقی کا ایک قصیدہ جو انہوں نے صحیح بخاری بلکہ نیز صحیح مسلم کی مدح میں کہا ہے۔ اس کا مطلع یہ ہے

هَذَا الْبُخَارِيُّ بِحَمْدِ اللهِ قَدْ خُتِمَا
وَلَيْسَ فِيهِ حَدِيثٌ وَاحِدٌ كُتِمَا

یعنی الحمد للہ کہ صحیح بخاری کا ختم ہو چکا ہے اور اس میں سے ایک حدیث بھی باقی نہیں چھوڑی گئی۔ یہ تمام قصیدہ ۴۲ ابیات کا ہے۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب مرحوم نے اپنی کتاب حطہ بذکر صحاح الستہ میں ذکر کیا ہے

اس کتاب کے مبارک ہونے کی ایک اور وجہ بھی ہے کہ آپ نے اس کتاب کا مسودہ مسجد بیت اللہ شریف میں تیار کیا اور پھر اس مسودہ کو روضہ پاک اور منبر مبارک کے درمیان بیٹھ کر صاف کیا۔

اس کتاب کی شہرت اور قبولیت آپکی زندگی میں اتنی ہوئی کہ خود آپ کی زبان مبارک سے اس کتاب کو نوّے ہزار اشخاص نے روایت کیا۔ حجۃ الہند حکیم الامۃ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ صحیحین پر تمام محدثین نے اتفاق کیا ہے کہ صحیحین میں جتنی حدیثیں متصل مرفوع ہیں۔ وہ سب یقیناً صحیح ہیں اور ان دونوں کتابوں کا ثبوت مصنفین تک بالتواتر ہے اور جو ان کی حالت کو نگاہ عظمت سے نہ دیکھے وہ مبتدع ہے اور مسلمانوں کے رستہ کے خلاف راستہ ڈھونڈنے والا ہے۔

اس کتاب کی جلالتِ شان اور قدر و منزلت اور کثرت فوائد اور لطائف و نکات علمیہ کے ذکر سے علمائے ذی شان کے سینے مسرور اور زبانیں تر ہیں۔ حتیٰ کہ حوادث و مصائب کے وقت اس کا ختم مشائخ کا مجرب و معمول ہے۔

اسلامی کتب خانہ میں قرآن شریف کے بعد کوئی ایسی کتاب نہیں جو صحت اور کثرتِ فوائد میں اس کے رتبہ کو پہنچ سکے۔ اسی لئے اس کی نسبت اصح الکتب بعد کتاب اللہ مُسلّم قول چلا آتا ہے

المختصر صحیح بخاری کی فضیلت و جلالت ہر زمانے کے علماء میں مسلّم ہے اور اس کا جاننا حدیث دانی کے کمالات میں سے ہے۔ اس کتاب کی قبولیت یہاں تک ہے کہ اس کا لقب "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب" مشہور ہو گیا۔

## وفات حسرت آیات

شاہ عبدالحق صاحب دہلویؒ نے آپ کی وفات کا واقعہ ترجمہ مشکوٰۃ میں اس طرح لکھا ہے کہ جب آپ علم کی طلب اور مختلف شہروں کے سفر اور مشائخ کی ملازمت سے فارغ ہو چکے تو اپنے وطن بخارا کی طرف لوٹے۔ اہل بخارا نے آپ کی بہت تعظیم و تکریم کی اور ایک فرسنگ تک آپ کے استقبال کو نکلے۔ خیمے لگائے اور آپ پر درہم و دینار نثار کئے۔

چند مدت بخارا میں مقیم رہے اور حدیث کا درس دیتے رہے۔ دنیا میں ہر قسم کی دولت کے حاسد ہوتے ہیں۔ اور دولت علم کا حسد سب سے زیادہ جلانیوالا ہوتا ہے۔ چنانچہ حاسدوں میں سے ایک شخص نے حاکم بخارا کو برانگیختہ کیا۔ اور اس نے آپ سے کہلا بھیجا۔ کہ اپنی جامع صحیح اور "تاریخ کبیر" لے کر آؤ۔ تاکہ ہم آپ سے ان دونوں کتابوں کا سماع کریں۔ آپ نے جواب دیا۔ میں علم کو خوار نہیں کرتا اگر ان کو حاجت ہے تو میری مسجد اور میرے مکان پر حاضر ہو کر سُنیں۔

ایک روایت میں یہ ہے۔ کہ والئے بخارا نے یہ چاہا کہ آپ اس کی اولاد کے لئے درس کی ایک خاص مجلس منعقد کیا کریں۔ جس میں سوائے ان کے اور کوئی نہ ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ حدیث کے سماع میں کچھ لوگوں کو محروم کرکے دوسروں کو مخصوص کروں۔ کیونکہ یہ تو خوانِ نبویؐ ہے۔ اس میں سب یکساں ہیں۔ پس یہ امر حاکم بخارا کی کشیدگی خاطر کا سبب ہوا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ حاکم بخارا نے آپ کی نسبت بخارا سے نکل جانے کا حکم صادر فرمایا۔ آپ نے شہر سے نکلتے وقت دعا کی اَللّٰهُمَّ اَرِهِمْ مَا قَصَدُوْنِيْ بِهٖ فِيْ اَنْفُسِهِمْ وَاَوْلَادِهِمْ وَاَهَالِيْهِمْ (ترجمہ) خدایا جس امر کا انہوں نے میری نسبت قصد کیا ہے۔ تو ان کو وہی اپنی جانوں۔ ان کے اہل و اولاد میں دکھا۔ آپ کی حالت مظلومی کی دُعا ایسی تیر بہدف ہوئی کہ ابھی ایک ماہ کامل نہ گذرا تھا کہ اس والئے بخارا کے نام شاہ وقت کی طرف سے معزولی کا حکم صادر ہوا۔

جب آپ بخارا سے باہر نکلے اور خبر سمرقند میں پہنچی تو اہل سمرقند نے آپ کو لکھا کہ آپ یہاں تشریف لے آئیے آپ نے اس طرف توجہ کی۔ جب موضع خرتنگ تک پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ شہر کے باشندے آپ کے وہاں رہنے میں اختلاف رکھتے ہیں ایک رات فتنہ میں پڑنے کے اندیشہ سے نماز تہجد کے بعد آپ نے یہ دُعا مانگی۔ خداوندا! تیری زمین باوجود فراخ ہونے کے مجھ پر تنگ ہو گئی ہے۔ پس تو مجھے قبض کرلے اسی ماہ میں وہاں بیمار پڑ گئے۔ اور غرّہ شوال ۲۵۶ھ میں عشاء کی نماز کے بعد فوت ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ہ

أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ (پ۵ آیت)

یعنی تم جہاں رہوگے وہیں تم کو موت پاوے گی۔ اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔ دنیا میں اگر کوئی دشمن کسی کو مار ڈالنا چاہے تو وہ مضبوط جگہ میں پناہ لے سکتا ہے۔ لیکن ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ موت سے کوئی جگہ پناہ کی نہیں۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں۔ اگر تمام دنیا کے بادشاہ چار بڑی طاقتیں، سائنسدان، ایٹمی ٹھیکیدار جمع ہوں تو اس کو نہیں روک سکتے بلکہ خود ہی اس کے سامنے مجبور ہیں۔

## مشکوٰۃ شریف

کے کتاب الرقاق میں عقبہ بن عامرؓ سے روائت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دیکھے تو کہ خدا تعالیٰ کسی بندے کو باوجود گناہ کرنے کے اس کی خواہش کے موافق دنیا کی چیزیں دیئے جا رہا ہے تو وہ استدراج ہے۔ یعنی اس کو درجے بدرجے دوزخ میں اُتارتا ہے پھر آنحضرتؐ نے مذکورہ آیات تلاوت فرمائی۔

دستور ہے کہ جب دولت زیادہ ہو جاتی ہے تو انسان کو اس کا نشہ چڑھ جاتا ہے۔ عیش و عشرت، رنگ رلیاں منانے لگ جاتا ہے۔ اسی صورت میں پیغام اجل آجاتا ہے۔ اسی مجبوری اور بے لبی کی حالت میں دنیا کو چھوڑ کر خالی ہاتھ جاتے ہیں۔ کوئی چیز ساتھ نہیں جاتی۔ نہ آل نہ اولاد، نہ بنک بیلنس نہ زیورات نہ زمینیں۔ شفاء الصدور میں حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لذتوں کو توڑنے والی یعنی موت کو بہت یاد کیا کرو اس واسطے کہ جو شخص اس کو تنگ گزران میں یاد کرے۔ اس کی گزران کشادہ ہو جاتی ہے اور جو اس کو آسودہ گزران میں یاد کرے اس کی گزران تنگ ہو جاتی ہے۔ یعنی تنگی اور فراخی آسان ہو جاتی ہے۔

اور ایسے ہی حضرت عمرؓ سے روائت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ مسلمانوں میں کون زیادہ تر دانا ہے۔ فرمایا کہ جو لوگ موت کو زیادہ یاد رکھتے ہیں اور آخرت کا سامان درست رکھتے ہیں۔

حضرت انسؓ سے روائت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کو بہت یاد کیا کرو۔ اس واسطے کہ موت کا ذکر کرنا گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور دنیا کی رغبت دل سے کم کرتا ہے۔ یعنی دنیا کی رغبت دل میں نہیں رہتی۔ سو اگر تم اس کو مال داری کے وقت یاد کرو تو مال داری کو ڈھا دیتی ہے۔ اگر تم اس کو فقر او رمحتاجی میں یاد کرو تو تم پر آسانی ہے۔

عطا خراسانیؒ سے روائت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس پر سے گذرے۔ اس میں لوگ بلند آواز سے ہنستے تھے، فرمایا کہ ملاؤ اپنی مجلس کو اس چیز سے جو لذتوں کو گدھلا کرتی ہے لوگوں نے کہا کہ لذتوں کو کیا گدھلا کرتی ہے، فرمایا کہ موت،

حضرت عمارؓ سے روائت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کا وعظ ہونا ہی کافی ہے یعنی اگر موت یاد ہو تو بس کسی اور وعظ سننے کی حاجت نہیں۔ سب نصیحت اسی سے آجاتی ہے۔ حاصل یہ نکلا جب اللہ رسولؐ یاد ہوگا، کوئی گناہ مطلق نہ ہوگا۔

انسؓ سے روائت ہے۔ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ دنیا میں سب سے بڑھ کر زہد ذکر موت کا ہے۔ اور بہترین عبادت فکر کرنا۔ پس جس شخص پر بھاری ہوا ذکر موت کا پاویگا اپنی قبر کو ایک باغ بہشت کے باغوں میں سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سامان تیار کر موت کا مرنے سے پہلے۔

حضرت صفیہؓ سے روائت ہے۔ کہ ایک عورت نے شکایت کی کہ میرا دل سخت ہو گیا ہے تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ موت کو یاد رکھا کر تیرا دل نرم ہو جائے گا۔

ابن عساکرؒ نے حضرت علیؓ سے روائت کی ہے کہ قبر صندوق ہے عمل کا اور موت کے بعد تجھ کو حال معلوم ہوگا۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ دنیا کا ایسا سامان تیار کرو کہ تا قیامت اسی میں رہنا ہے۔ اور آخرت کو یوں یاد کرو کہ ابھی تیاری ہے۔

جو شخص موت کو یاد کرے۔ اس کے سب غم دور ہو جاتے ہیں۔ اس کی سب مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ اور اس کے سب گناہ مٹائے جاتے ہیں۔ اور اسے دنیا سے بے رغبتی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت میں لذت حاصل ہوتی ہے۔

---

مخدومنا و مرشدنا شیخ التفسیر حضرت مولانا ..... "احمد علی" صاحب مدظلہٗ نے خطبات جمعہ میں موت کی دو قسمیں فرمائی ہیں۔ موت "محمود" اور موت "مذموم"

## موت محمود والوں کے اوصاف

(۱) قولہٗ تعالیٰ، ترجمہ۔ کہدو۔ بیشک میری نماز اور میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا اللہ ہی کے لیئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔ (سورۃ الانعام رکوع نمبر ۲۰)

(۲) قولہٗ تعالیٰ۔ اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہؐ اور رسولؐ کی طرف ہجرت کرکے نکلے۔ تو پھر اس کو موت پالے۔ تو اللہؐ کے ہاں اس کا ثواب ہو چکا اور اللہؐ بخشنے والا مہربان ہے۔

## موت مذموم

(۱) قولہٗ تعالیٰ۔ بیشک جنہوں نے انکار کیا اور انکار ہی کی حالت میں مر بھی گئے۔ تو اُن پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں اور سب لوگوں کی بھی۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ ہی وہ مہلت دیئے جائینگے (سورۃ البقرہ رکوع ۱۹)

(باقی بر صفحہ ۱۸)

بقیہ عروج اقوام کے اسباب صفحہ ۱۲ سے آگے

ان کی تحریکیں زندہ ہیں اور دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہی ہیں۔
كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۔

(۴) **تواصی بالصبر** اگر پہلے تین اصول مسلمانوں میں آ جائیں تو پھر تواصی بالصبر میں یہ قوم کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ بلکہ دنیا بھر کی قوموں سے محنت کے زیادہ عادی۔ مصیبت میں کودنے والے لڑنے مرنے کے لئے ہر وقت تیار مسلمان زیادہ پائے جاتے ہیں کمی فقط اس چیز کی ہے کہ جذبات انتقامی ان کے صحیح مصرف پر صرف نہیں ہوتے۔ اگر آج ان جذبات کا مصرف صحیح ہو جائے تو مسلمانوں سے زیادہ دنیا میں کوئی قوم بہادر نہیں ہے۔
اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ

## عیسائی قوم کی سرفرازی کا راز

اگر کسی کے دل میں شبہ ہو کہ عیسائی قوم جو دنیا کی اکثر آبادی پر حکمران ہے وہ کب قرآن کو مانتی ہے اور سورۂ عصر کے اصول کی کب پابند ہے۔

## اصل بات

یہ ہے کہ قرآن حکیم کے قانون کے دو حصے ہیں ایک وہ حصہ جس پر عمل کرنے سے دنیا میں عزت ملتی ہے۔ دوسرا وہ حصہ جس پر عمل کرنے سے آخرت میں عزت ملیگی۔ جو قوم قانون الٰہی کے حصہ دنیاوی پر عمل کرے گی وہ دنیا میں بارگاہ الٰہی سے عزت پائے گی۔ اور جو قانون الٰہی کے حصہ آخرت پر عامل ہوگی۔ وہ آخرت میں بارگاہ الٰہی میں سرفراز کی جائے گی اور جو دونوں حصوں پر کاربند ہوگی وہ دو جہان میں معزز و ممتاز ہوگی۔ موجودہ عیسائی قوم اس حصۂ قانون الٰہی کی نسبتاً مسلمانان ہند و پاک سے زیادہ پابند نظر آتی ہے جس سے دنیا میں مقبولیت حاصل ہوتی ہے اسلئے دنیا میں سرفراز ہے۔ اور ہند و پاک کے موجودہ مسلمان حصۂ قانون آخرت کے بمقابلہ دنیا کے زیادہ پابند نظر آتے

ہیں۔ اس لئے جن کے اندر یہ نور موجود ہوگا۔ وہ وہاں یقیناً کامیاب ہونگے۔ مسلمان اگر دنیا کی سرفرازی چاہتے ہیں تو دوسری اقوام سے بڑھ کر پیکر عمل بن جائیں۔ تو خدا تعالیٰ ان کو آگے بڑھا دے گا۔ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۔

آتش سوزی در تنورے چوں خلیلؑ
کے بیابی نصرت رب جلیلؑ

اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

# اعلان

"سورۂ عصر" کی طرح واضح اور مفصل تفاسیر "سورہ قریش" جس میں فرائض علمائے کرام و صوفیائے عظام، "سورہ کوثر" جس میں "اصول ہزیمت اعدائے اسلام"، "معوذتین" جن میں "مصائب میں جائے پناہ" فتح حق جس میں سورۂ علق کی مفصل تفسیر ہے۔ یہ پانچوں تفاسیر ایک دیدہ زیب پارچہ جلد میں مجلد ہیں جس کا ہدیہ ایک روپیہ آٹھ آنہ ہے محصولڈاک اس کے علاوہ ہے۔

نوٹ۔ بغیر پیشگی آئے وی پی نہیں بھیجا جائے گا۔

ملنے کا پتہ
**انجمن خدام الدین لاہور ۸**

بقیہ: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ
(صک سے آگے)

(۲) اور اگر تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے، اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھانے والے ہونگے کہ اپنی جانوں کو نکالو آج تمہیں ذلت کا عذاب ملیگا، اس سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹی باتیں کہتے تھے اور اس کی آیتیں ماننے سے تکبر کرتے تھے

اللہ تبارک و تعالیٰ اس گنہگار اور تمام مسلمانوں کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

—×—

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

ہم سمجھ لیں گے کہ وہ مزید خریداری قبول کرنے سے معذور ہیں۔ لیکن بعض خریدار نہ یہ کرتے ہیں اور نہ وہ کرتے ہیں۔ ان کی اس خاموشی سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ان کو وی پی بھیجنے میں کوئی اعتراض نہیں۔ اس کے بعد ان کا وی پی واپس کر دینا نہ صرف روحانی کوفت کا موجب ہوتا ہے۔ بلکہ ایک مذہبی ادارہ کے لئے مالی نقصان کا بھی سبب بنتا ہے۔

ان حالات میں ہم اپنے خریداروں کی خدمت میں ایک بار پھر عرض کرتے ہیں کہ جب آپ کے نام اور پتہ کی چٹ پر **سرخ نشان ×** لگا ہوا ہو تو آپ کا اخلاقی فرض ہے۔ کہ

(۱) اگر آپ آئندہ کے لئے خریدار نہیں رہنا چاہتے تو ہمیں فوراً اس سے مطلع کریں۔ چندہ ختم ہونے کے بعد ہم آپ کا پرچہ بند کر دیں گے۔

(۲) الف۔ اگر آپ خریدار رہنا چاہتے ہیں تو آپ کے لئے بہتر یہ ہے کہ آپ چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیں۔ اس میں آپ کو سات آنے کا فائدہ ہوگا۔

ب۔ اگر آپ چندہ بذریعہ منی آرڈر نہیں بھیج سکتے تو ہمیں وی پی ارسال کرنے کے لئے تحریر کر دیں۔ تاکہ وی پی واپس آ جانے کا خدشہ ہمارے دل سے دور ہو جائے۔

ج۔ اگر آپ نہ یہ کریں اور نہ وہ کریں۔ اور اس خدشہ کے پیش نظر ہم پرچہ بند کر دیں تو آپ ہمیں ملزم نہیں گردان سکیں گے۔

خریدار حضرات نوٹ فرمالیں ہم نے مجبوراً یہ باتیں ان کی خدمت میں عرض کی ہیں۔ اس لئے کہ چند دن سے کافی وی پی واپس آ رہے ہیں اور اس سے ہمیں نقصان ہو رہا ہے

بچوں کا صفحہ

# والدین کی وفات کے بعد اُن کو ایصال ثواب کا طریقہ

کمال الدین
مدرس
لاہور کارپوریشن

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے ماں باپ دونوں یا اُن میں سے کوئی ایک مرجائے اور وہ شخص اُن کی نافرمانی کرنے والا ہو، تو اگر وہ اُن کے لیئے ہمیشہ دُعائے مغفرت کرتا رہے اور اس کے علاوہ اُن کے لیئے اور دعائیں کرتا رہے تو وہ شخص فرمانبرداروں میں شمار ہو جائے گا۔ (مشکوٰۃ عن انسؓ)

یہ حق اللہ تعالیٰ کا کس قدر انعام و احسان ہے کہ والدین کی زندگی میں بسا اوقات ناگوار امور پیش آجانے سے دلوں میں میل آجاتا ہے۔ لیکن جتنا بھی رنج ہو جائے۔ والدین ایسی چیز نہیں جن کے مرنے کے بعد بھی دلوں میں رنج رہے یا اُن کے احسانات یاد آکر آدمی بیتاب نہ ہو جائے۔ لیکن اب وہ مر گئے۔ اب کیا تلافی ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کا دروازہ بھی کھول دیا کہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کے لیئے دُعائیں کرے۔ اُن کی مغفرت کو اللہ تعالےٰ سے مانگتا رہے۔ اُن کے لیئے ایصال ثواب جانی اور مالی کرتا رہے کہ یہ اُن کی زندگی کے زمانے میں جو اُن کے حقوق ضائع ہوئے ہیں اس کی تلافی کر دے گا اور بجائے نافرمانوں میں شمار ہونے کے فرمانبرداروں میں شمار ہو جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کسقدر احسان ہے کہ ہاتھ سے وقت نکل جانے کے بعد بھی اس کا راستہ کھول دیا۔ کس قدر بے غیرتی اور دلی قساوت ہوگی کہ اگر اس موقع کو بھی ہاتھ سے کھو دیا جائے۔ ایسا کون ہوگا جس سے والدین کی رضا ہی کے کام ہوتے رہے ہوں اور اداء حقوق میں کوتاہی تو کچھ نہ کچھ ہوتی ہی ہے۔ اگر اپنا معمول اور کوئی ضابطہ ایسا مقرر کر لیا جائے جس سے اُن کو ثواب پہنچتا رہے تو کس قدر اعلیٰ چیز ہو سکتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو یہ اُن کے لیئے حج بدل ہو سکتا ہے۔ اُن کی رُوح کو آسمان میں اس کی خوشخبری دی جاتی ہے اور یہ شخص اللہ کے نزدیک فرمانبرداروں میں شمار ہوتا ہے۔ اگرچہ پہلے سے نافرمان ہو۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو اُن کے لیئے ایک حج کا ثواب ہوتا ہے اور حج کرنے والے کے لیئے نو حجوں کا ثواب ہوتا ہے۔ (رحمۃ الہداۃ)

ایک حدیث میں یوں ذکر ہے کہ آدمی اگر کوئی نفلی صدقہ کرے تو اس میں کیا حرج ہے۔ اس کا ثواب اپنے والدین کو بخشدیا کرے بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں کہ اس صورت میں اُن کو ثواب پہنچ جائے گا اور صدقہ کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

اس حدیث شریف کے موافق کچھ کرنا بھی نہیں پڑتا۔ جو کچھ بھی کسی موقع پر خرچ کیا جائے اس کا ثواب اپنے والدین کو پہنچا دیا کرے۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں اُس پاک ذات کی قسم جس نے حضورؐ کو جس بات کی طرف بھیجا ہے۔ یہ اللہ کے پاک کلام میں ہے کہ جو شخص تیرے باپ کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہو تو اس کے ساتھ قطع رحمی نہ کر۔ اس سے تیرا نور جاتا رہے گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو اپنے والدین کی یا اُن میں ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کرے اس کی مغفرت کی جائے گی اور وہ فرمانبرداروں میں شمار ہوگا۔

اوزاعی کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی زندگی میں نافرمان ہو۔ پھر اُن کے انتقال کے بعد اُن کے لیئے استغفار کرے۔ اگر اُن کے ذمہ قرضہ ہو تو اس کو ادا کرے اور اُن کو بُرا نہ کہے تو وہ فرمانبرداروں میں شمار ہوتا ہے۔ اور جو شخص والدین کی زندگی میں فرمانبردار تھا لیکن اُن کے مرنے کے بعد اُن کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ اُن کا قرض بھی ادا نہیں کرتا اُن کے لیئے استغفار بھی نہیں کرتا وہ نافرمان شمار ہو جاتا ہے (درمنثور)

حضورؐ نے بیان فرمایا کہ میں تمہیں بہترین صدقہ بتاتا ہوں۔ تیری آل کا صدقہ ہے وہ لڑکی جو لوٹ کر تیرے ہی پاس آگئی ہو اور اس کے لیئے تیرے سوا کوئی کمانے والا نہ ہو (کہ ایسی لڑکی پر جو بھی خرچ کیا جائے گا، وہ بہترین صدقہ ہے)۔ (مشکوٰۃ عن سراقۃ بن مالکؓ)

لوٹ کر آجانے سے مُراد یہ ہے کہ لڑکی کا نکاح کر دیا تھا۔ اس کے خاوند کا انتقال ہو گیا یا خاوند نے طلاق دیدی یا کوئی اور عارضہ پیش آگیا جس کی وجہ سے وہ لڑکی پھر باپ کے ذمّہ ہو گئی۔ تو اُس کی خبر گیری، اس پر خرچ کرنا، افضل ترین صدقہ ہے۔ اور اس کا افضل ہونا صاف ظاہر ہے کہ اس میں ایک صدقہ ہے۔ دوسرے مصیبت زدہ کی امداد ہے۔ تیسرے صلہ رحمی ہے۔ چوتھے اولاد کی خبر گیری ہے۔ پانچویں غمزدہ کی دلداری ہے۔ کہ اولاد کا ابتداء میں والدین کے ذمہ ہونا۔ رنج کے بجائے خوشی کا سبب ہوتا ہے لیکن اس کا اپنا گھر ہو جانے کے بعد، اپنا ٹھکانا بن جانے کے بعد پھر والدین کے ذمّہ ہو جانا زیادہ رنج کا سبب ہوا کرتا ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کی فریاد رسی کرے اس کے لیئے تہتر ۷۳ درجے مغفرت کے لکھے جاتے ہیں جن میں سے ایک میں اُس

ایڈیٹر
عبد المنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ ...... ۱۱ روپے، ششماہی ...... ۶ روپے
سہ ماہی ...... ۳ روپے


رجسٹرڈ
نمبر ۶۰۴۷
ایل نمبر


کے تمام امور کی اصلاح اور درستی ہے۔ اور بہتر درجے اس کے لیئے قیامت میں ترقیات کا سبب ہیں۔

حضرت ام سلمہؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ میرے پہلے خاوند کی جو اولاد میرے پاس ہے۔ اُن پر خرچ کرنے کا بھی مجھے ثواب ملیگا، وہ تو میری ہی اولاد ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اُن پر خرچ کیا کر اس کا تجھے ثواب ملیگا۔ (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ حضورؐ کے پاس دونوں نواسے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ میں سے ایک موجود تھے۔ حضورؐ نے اُن کو پیار کیا۔ اقرع بن حابس قبیلہ تمیم کا سردار بھی وہاں موجود تھا۔ کہنے لگا، کہ میرے دس بیٹے ہیں۔ میں نے اُن میں سے کبھی بھی کسی کو پیار نہیں کیا۔ حضورؐ نے اس کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا اور فرمایا، کہ جو رحم نہیں کرتا۔ اس پر رحم کیا بھی نہیں جاتا ؎



## مولانا عبد الحئی عابد صاحب

پیر محل۔ مولانا عبد الحئی عابد صاحب برادر اصغر مولانا ضیاء القاسمی صاحب کے متعلق یہ افواہ تھی کہ آپ پیر محل ترک کر کے لائل پور کی بستی نور پور تشریف لا رہے ہیں۔ یہ افواہ غلط ہے بلکہ مولانا عبد الحئی عابد صاحب جامعہ اسلامیہ پیر محل میں صدر مدرس کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ اس لیئے حلقہ احباب اور دیگر تبلیغی پروگرام لینے والے حضرات جامعہ عثمانیہ پیر محل کے پتہ پر اُن سے خط و کتابت فرماویں۔

(محمد صدیق ربانی عربی ٹیچر ہائی سکول پیر محل)



فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔